اندھیری شب ہے جدا اپنے قافلے سے تو
تیرے لئے ہے میری شعلہ نوا قندیل
(اقبال)

ترجمان فکر امین ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

جلد نمبر 8 | جولائی، اگست، ستمبر 2014 | شمارہ 3

خدارا وطن عزیز پر رحم کریں

- دورہ تحقیق المسائل۔۔ چند جھلکیاں اور تاثرات
- تعارف رضاخانیت
- فرقہ مماتیت کی عبرتناک شکست
- حکومت کا فیضی۔۔ غامدی

قرآن وسنت کی نشر واشاعت کا عالمی ادارہ

زیر سرپرستی

متکلم اسلام

مولانا محمد الیاس گھمن

امیر عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت

مرکز اہل السنت والجماعت میں

ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ کے ساتھ

شعبہ کتب (درس نظامی) کا

باقاعدہ اجرأ

ترجمانِ فخرِ اہلسنت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
سہ ماہی
مجلہ قافلہ حق سرگودھا
شمارہ 3
جولائی، اگست، ستمبر 2014ء
جلد نمبر 8
مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن
معاون مدیر
مولانا محمد کلیم اللہ
نگران شعبہ رسائل و جرائد
بیرون ممالک
امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35ڈالر.......سالانہ
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25ڈالر.......سالانہ
ایران، بنگلہ دیش 20ڈالر.......سالانہ
ایجنسی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!
سرکولیشن منیجر
0332-6311808
Contact Us
آپ یہ شمارہ آن لائن پڑھ اور ڈاؤن لوڈ بھی کر سکتے ہیں
www.ahnafmedia.com
قیمت فی شمارہ 25 روپے علاوہ ڈاک خرچ
سالانہ زرِ تعاون 200 روپے
www.ahnafmedia.com
mag@ahnafmedia.com
ناشر عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت

فہرست

خدارا! وطن عزیز پر رحم کریں!!

اداریہ

مملکتِ خداداد پاکستان میں ان دنوں خوف و ہراس، بے چینی و بے سکونی، کرپشن، لاقانونیت اور ظلم و جور کی زہریلی ہواؤں نے یہاں کے ہر باسی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ ہر طرف مار دھاڑ، لوٹ کھسوٹ کا شور و غوغا ہے۔ انصاف کی دہلیز تک مظلوم ولاچار کی رسائی ناممکن ہے، بے کس و مجبور غریب عوام کسی مسیحاء کی تلاش میں "بہروپیوں" کے دام میں پھنسے ہوئے ہیں۔

غیر اسلامی نظر و فکر کے حامل چند سیاسی مہرے بلکہ اقتدار کے نشے میں "چند مست ہاتھی" اسلام کے ان ابدی قوانین...... جن سے معاشرے میں امن و سکون، راحت و چین، ترقی اور خوشحالی میسر ہوتی ہے..... کو العیاذ باللہ ظالمانہ اور فرسودہ قرار دے کر دقیانوسیت، قدامت پسندی اور تنگ نظری سے تعبیر کرنے میں جتے ہوئے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ یہود و نصاریٰ کے ایماء پر یہ ملک پاکستان کی اکثریت..... اہل اسلام ...... کی دل آزاری اور ملک کو دولخت کرنے کی ایک سوچی سمجھی مضبوط اور منظم سازش ہے۔

اب بات کراچی، لاہور اور چند شہروں تک محدود نہیں بلکہ ملک کے تقریباً ہر حصے میں اس سازش کے تانے بانے بنے جا چکے ہیں۔ اہلیانِ پاکستان کو تمام ذاتی، علاقائی اور قومی تفرقے بازے سے بالاتر ہو کر سوچنا ہو گا ورنہ تاریخ کے نقشے پر ان کا کوئی نشان تک نہ ہو گا۔ آج دنیا کے ہر کونے میں اہل اسلام کو بے دردی سے مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے مسلمانوں کی بے بسی کی انتہاء دیکھ کر دل پارہ پارہ ہوا جاتا ہے۔

اس لیے میری پوری پاکستانی قوم سے گزارش ہے کہ اس موقع پر تیل دیکھیں اور تیل کی دھار دیکھیں۔ اندرونی و بیرونی دشمن کی ظاہری اور خفیہ چالوں کو سمجھیں۔ اپنوں اور بیگانوں کی غیر جانب دار ہو کر پہچان پیدا کریں۔ وطن عزیز کے استحکام اور بقاء کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ یہ مملکت عطیہ خداوندی ہے اس کی قدر کریں۔

محبِ دین اور محبِ وطن افراد و شخصیات کو اپنا خیر خواہ مقتدا سمجھ کر ان کا بھرپور ساتھ دیں۔ یہود و نصاریٰ کی غلامی کرنے والے رہزنوں کو راہنما سمجھ کر اپنی متاع عزیز مت لٹوائیں۔

ان سب کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اسلامی تعلیمی کو بھرپور طریقے سے مدلل انداز میں عام کیا جائے۔ جب تک سنت کے نور سے اہل ایمان کے دلوں میں فراست و بصیرت پیدا نہیں ہو گی۔ اس وقت تک ظلم اپنی بھیڑ چال یونہی چلتا رہے گا اور یونہی اس دھرتی پر آئے دن ظلم و تشدد کی نئی سے نئی داستانیں رقم ہوتی رہیں گی۔

عوام؛ عوام کو چھوٹے پیمانے پر اور اہل اقتدار بڑے پیمانے پر بے گناہی کی موت مارتے رہیں گے۔ ہماری عزتیں تاراج ہوتی رہیں گی، ہمارے گھروں میں صفِ ماتم یونہی بچھتی رہیں گی۔ ظلم یونہی ہوتا رہے گا۔ ظالم یونہی مضبوط ہوتا رہے گا۔ یہ نہ ہو کہ کہیں ایسا منظر دکھائی دے رہا ہو۔

لگا کر آگ شہر کو یہ بادشاہ نے کہا
اٹھا ہے دل میں آج تماشے کا شوق بہت
جھکا کر سر کو سبھی شاہ پرست بول اٹھے
حضور کا شوق سلامت رہے ، شہر اور بہت!

مرکز اہل السنت میں شعبہ کتب کا اجراء

شائقین علوم نبوت کے پرزور اصرار پر مرکز اہل السنت والجماعت میں شعبہ کتب (درس نظامی) کا اجراء بھی اس سال سے کیا جارہا ہے جو فی الحال متوسطہ سے ثانویہ عامہ تک ہو گا۔ فارغ التحصیل علماء اور فضلاء کرام کے لیے ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ حسب معمول جاری رہے گا۔اور یہ الحمدللہ تخصص کا نواں سال ہو گا۔

چونکہ مرکز اہل السنت والجماعت کا الحاق پاکستان کے سب سے بڑے دینی تعلیمی بورڈ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ ہے اس لیے اس کا نصاب بھی وفاق المدارس العربیہ کا منظور شدہ ہے۔

درجہ متوسطہ (فارسی، انگلش، ریاضی، معاشرتی علوم، فقہ مسائل)

درجہ اولی (ابتدائی عربی صرف و نحو گرائمر)

درجہ ثانویہ عامہ (تفسیر، تجوید، حدیث، فقہ اور عربی گرائمر)

مرکز اہل السنت والجماعت میں الحمد للہ تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کی تربیت کا بھی خاص خانقاہی ماحول ہوتا ہے۔جہاں علمی میدان میں محنت کرائی جاتی ہے وہاں پر ذکر اذکار، اعمال مسنونہ اور تزکیہ نفوس کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاتا۔

داخلہ لینے والے خواہش مند شوال المکرم کی 10 سے 15 تاریخ تک مرکز اہل السنت میں تشریف لائیں۔

نوٹ: موسم کے مطابق بستر بھی ہمراہ لائیں۔

محتاجِ دعا

مرکز اہل السنت والجماعت میں چوتھا سالانہ دورہ تحقیق المسائل۔۔چند جھلکیاں اور تاثرات

✍......مولانا عابد جمشید رانا حفظہ اللہ

1: 31 مئی تا 12 جون دورہ تحقیق المسائل مرکز اہل السنۃ والجماعۃ میں منعقد ہوا۔

2: 580 سے زائد طلباء و علماء کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

3: 50 مدرسین اور 51 فضلاء کرام نے شمولیت اختیار کی۔

4: خصوصی اسباق متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے پڑھائے۔

5: طلباء کرام نے نہایت دلجمعی کے ساتھ اسباق کی سماعت کی۔

6: تمام اسباق آن لائن پڑھائے گئے۔

7: عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت کی رکنیت سازی مہم میں 200 سے زائد طلباء کی شرکت ہوئی اور ارکان بنے۔

8: کافی تعداد میں حضرات علماء و طلباء نے حضرت والا کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ میں شمولیت فرمائی۔

9: روزانہ مجلس ذکر کا بعد از نماز فجر انعقاد ہوا۔

10: کثیر تعداد میں مشائخ و علماء کی مرکز آمد جن میں

- حضرت مفتی طاہر مسعود شیخ الحدیث جامعہ مفتاح العلوم، سرگودھا
- مولانا حبیب الرحمٰن استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم، کہروڑپکا
- مولانا سید معاویہ امجد شاہ صاحبزادہ حضرت مولانا سید امین شاہ صاحب رحمہ اللہ
- مولانا مفتی محمد طیب مہتمم جامعہ امدادیہ، فیصل آباد

- مولانا محمد احسان ذمہ دار مرکز تبلیغی جماعت، سرگودھا
- مولانا محمد اکرم طوفانی ، سرگودھا ،استاد عبد الرشید، بہاولپور، پیر جی مشتاق علی شاہ ، گوجرانوالہ، مفتی عبد الواحد قریشی،ڈیرہ اسماعیل خان
- مولانا محمد نواز، فیصل آباد، مولانا عبد القدوس گجر ،ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا ابو ایوب قادری، جھنگ، مولانا خادم قاسمی، بہاولپور
- حضرت ڈاکٹر عبد المقیم خلیفہ مجاز عارف باللہ حضرت مولانا الشاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ، قاضی مشتاق احمد شیخ الحدیث جامعہ فرقانیہ، راولپنڈی، مفتی محمد زاہد، حسن ابدال، مفتی صفی اللہ مشوانی، حسن ابدال اور استاذ العلماء مولانا عبد الجبار، چوکیرہ، شامل ہیں۔

11: 41 فاضلات ومعلمات نے بھی دورہ میں شرکت کی اور اسباق کا سماع کیا۔

12: تمام انتظامات مالی مشکلات کے باوجود احسن انداز سے نبھائے گئے۔

13: چوبیس گھنٹے بذریعہ سٹینڈ بائی جنریٹر بجلی کا انتظام رہا۔ دورہ کے دوسرے ہفتہ میں جنریٹر مسلسل چلنے اور زیادہ بوجھ پڑنے سے خراب ہو گیا تو متکلم اسلام کی ہدایت پر فوری طور پر کرایہ پر جنریٹر کا انتظام کیا گیا۔

14: مناظرین میں سے حضرت مولانا نواز فیصل آبادی، مولانا ابو ایوب قادری، حضرت مولانا مفتی عبد الواحد قریشی، مولانا عبد القدوس گجر، نے اسباق پڑھائے۔

15: ختم نبوت کے عنوان پر سفیر ختم نبوت کے جانشین اور فرزند مولانا محمد الیاس چنیوٹی اور شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے اسباق پڑھائے۔

16: مولانا خبیب احمد گھمن، مفتی شبیر احمد حنفی، مولانا محمد عاطف معاویہ، مولانا محمد کلیم اللہ حنفی، مولانا محمد ارشد سجاد، مولانا محمد اشفاق ندیم حنفی اور مولانا عبد الرحمٰن

سندھی نے اسباق پڑھائے۔

17: دوپہر کو نماز ظہر کے بعد شرکاء کی ٹھنڈے مشروب سے تواضع ہوتی رہی۔

18: عشاء کے بعد تمام طلباء کو متکلم اسلام کے دورہ جات اور بیانات کی ویڈیوز بذریعہ ملٹی میڈیا پروجیکٹر دکھائی جاتی رہیں۔

19: اجتماع جمعہ کا منظر انتہائی دیدنی تھا، جامع مسجد کے باہر کا روڈ بلاک کر کے ٹینٹ اور شامیانے لگائے گئے۔

20: تمام اسباق کی فائلیں فوٹو کاپی کروا کے شرکاء میں تقسیم کی گئیں۔

21: اختتامی تقریب میں حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا عبدالجبار چوکیروی، حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی، مولانا حکیم زاہد بٹ، مولانا مجیب الرحمان انقلابی اور دیگر جید علماء نے شرکت کی۔

تاثرات

مولانا فضل الرحیم اشرفی: اللہ تعالیٰ مولانا محمد الیاس گھمن کو حاسدین کی نظر بد سے اپنی پناہ میں رکھے، مسلک اہل السنت والجماعت کے فروغ اور تحفظ کا حق ادا کر رہے ہیں۔

مولانا قاضی ارشد الحسینی: مرکز اہل السنت میں جس طرز پر مسلک احناف کی خدمت کی جارہی ہے، اسے دیکھ کر مولانا محمد الیاس گھمن اور ان کی ٹیم کے لیے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ ان کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

مولانا حکیم زاہد بٹ: بلاشبہہ مرکز اہل السنت والجماعت میں مولانا محمد الیاس گھمن اور ان کے رفقاء کار اکابر کے منہج اور مسلک کو مثبت اور موثر انداز میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

مفتی طاہر مسعود صاحب: دور حاضر میں علماء کرام کو علمی مسائل ؛دلائل کے ساتھ بیان کر کے عوام الناس کو گمراہیوں سے بچانا ہو گا، اس کے لیے مولانا محمد الیاس گھمن کے طور طریقے یقیناً کار آمد اور بہت مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو اپنی بار گاہ میں قبولیت عطا فرمائے۔

مولانا حبیب الرحمان: علمی ذوق کی بیداری کے ساتھ ساتھ اصلاح نفس کی یہ ترتیب بہت عمدہ ہے، علماء، طلباء جہاں دلائل سے اپنے موقف پر پختگی حاصل کرتے ہیں وہاں اپنے نفس کو دنیاوی اور نفسانی آلودگیوں سے بھی محفوظ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا محمد الیاس گھمن کو اپنی شایان شان اجر عطا فرمائے اور ان کے ادارے مرکز اہل السنت والجماعت کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔

مفتی محمد طیب: اللہ تعالیٰ عزیزم مولانا محمد الیاس گھمن کو جزائے خیر عطا فرمائے، ماشاء اللہ مسلک کی اشاعت و تحفظ دونوں کو ساتھ ساتھ لے کر چل رہے ہیں۔

مولانا سید معاویہ امجد شاہ: مولانا محمد الیاس گھمن اور ان کے ساتھیوں نے آج کے دور کی ضرورت کو باحسن پورا کیا ہے، تعلیمی اور خانقاہی نظام کا حسین امتزاج مرکز اہل السنت میں دیکھنے کو ملتا ہے جس سے دلی راحت نصیب ہوتی ہے۔

ڈاکٹر عبد المقیم صاحب: مولانا محمد الیاس گھمن احقاق حق اور ابطال باطل کا دینی فریضہ بخوبی انجام دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے۔

قاضی مشتاق احمد صاحب: فتنوں اس کے دور میں صحیح عقیدے اور نظریے کی محنت مرکز اہل السنت والجماعت میں دیکھنے کو ملی، اللہ تعالیٰ مولانا محمد الیاس گھمن کی کاوشوں کو قبولیت بخشے اور امت مسلمہ کے لیے سود مند بنائے۔

اعتکاف اور مسائل اعتکاف

......مولانا محمد اشفاق ندیم حنفی حفظہ اللہ

اعتکاف کا معنیٰ:

لفظی معنیٰ ٹھہرنے اور رکنے کے ہیں، کیونکہ اعتکاف کرنے والا بھی اپنے آپ کو ایک خاص جگہ روکے اور ٹھہرائے رکھتا ہے اس لیے اس عمل کو اعتکاف اور اس عمل کرنے والے کو معتکف کہتے ہیں۔

اصطلاح شرع میں:

قرآن و سنت کی اصطلاح میں خاص شرائط کے ساتھ اللہ کی ذات کا تقرب حاصل کرنے کے لیے مسجد میں ٹھہرنے اور قیام کرنے کا نام اعتکاف ہے۔

(عمدۃ القاری ج8 ص265، معارف القرآن ج1 ص456)

اعتکاف کا ثبوت قران کریم سے:

یہ بات یقینی ہے کہ اعتکاف کا ثبوت قرآن کریم، سنت رسول اور اجماع امت سے ہے۔ سب سے پہلے قرآن کریم سے ہم اعتکاف کا ثبوت پیش کرنے لگے ہیں

1: وعہدنا الی ابراھیم واسماعیل ان طھرا بیتی لطائفین والعاکفین والرکع السجود۔ (سورۃ بقرہ)

ترجمہ: ہم نے ابراہیم واسماعیل علیہما السلام سے عہد لیا کہ تم دونوں میرے گھر کو، طواف کرنے والے، اعتکاف کرنے والے اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔

2: ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد۔ (سورۃ بقرہ)

ترجمہ: جب تم مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں ہو تو اپنی بیویوں سے مباشرت مت کرو۔

احادیث مبارکہ سے ثبوت:

1: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دیدی پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔ (بخاری مسلم کتاب الاعتکاف)

2: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور حضرت نافع رحمہ اللہ [جنہوں نے یہ روایت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے] فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے مسجد میں وہ جگہ دکھائی جہاں آپ علیہ السلام اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

(مسلم کتاب الاعتکاف)

اجماع امت سے ثبوت:

قال ابن المنذر اجمع اهل العلم علی ان الاعتکاف سنة لا یجب علی الناس فرضا الا ان یوجب المرء علی نفسه الاعتکاف نذرا فیجب علیه۔

(المغنی لابن قدامہ جلد 3 کتاب الاعتکاف)

ترجمہ: ابن منذر فرماتے ہیں کہ اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ اعتکاف کرنا لوگوں کے لیے سنت ہے واجب نہیں ہے ہاں اگر کسی شخص نے نذر مان کر اپنے اوپر اعتکاف واجب کر لیا تو اس کا پورا کرنا اس پر واجب ہے۔

فضائل اعتکاف:

1: حدیث پاک میں ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لیے ایک

دن کا اعتکاف کرے گا تو اللہ تعالی اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقیں آڑ بنا دیں گے جن کی مسافت آسمان وزمین یا (مشرق ومغرب) کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہو گی۔ (شعب الایمان للبیہقی باب فی الاعتکاف)

2: جس شخص نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اخلاص وایمان کے ساتھ اعتکاف کیا تو اس کے گذشتہ صغیرہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(کنز العمال ج8 ص532 رقم الحدیث 24017)

فوائد اعتکاف:

1: اعتکاف اللہ کو راضی کرنے اور اس سے محبت پیدا کرنے کا بہترین وسیلہ ہے۔

2: اعتکاف کی وجہ سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور خلوت میں اللہ تعالی سے مناجات کا صحیح موقع ملتا ہے۔

3: اعتکاف کی حالت میں ہمہ وقت فرشتوں کی مشابہت حاصل ہوتی ہے۔

4: اعتکاف کرنے والا بہت سے گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

5: اعتکاف گناہ معاف ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔

6: مسنون اعتکاف رمضان المبارک کے آخری عشرے میں شب قدر سے فائدہ اٹھانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

اقسام اعتکاف:

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں 1: نفل 2: واجب 3: سنت

نفل اعتکاف:

یہ وہ اعتکاف ہے جو کسی بھی وقت کسی بھی مسجد میں جتنی دیر کے لیے چاہیں کر سکتے ہیں اور اس کے لیے روزہ رکھنا بھی ضروری نہیں۔

واجب اعتکاف:

یہ وہ اعتکاف ہے جو منت ماننے کی وجہ سے واجب ہو گیا ہو یا کسی مسنون اعتکاف کو توڑنے کی وجہ سے اس کی قضاء واجب ہو گئی ہو یہ واجبی اعتکاف کہلاتا ہے۔

سنت اعتکاف:

یہ وہ اعتکاف ہے جو صرف رمضان المبارک کے آخری عشرے میں [بیسویں روزہ کے دن سورج غروب ہونے سے لے کر عید کا چاند نظر آنے تک] کیا جاتا ہے۔ یہ مسنون اعتکاف کہلاتا ہے۔

مسائل اعتکاف:

1: رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف، سنت موکدہ علی الکفایہ ہے۔ یعنی اگر محلہ والوں میں سے کچھ نے کر لیا تو سب سے ساقط ہو جائے گا اگر کسی نے بھی نہ کیا تو تمام بستی و محلہ کے لوگ گناہ گار ہوں گے۔

2: اگر کوئی آدمی بیسویں روزے کی شام سے اعتکاف نہیں کرتا بلکہ آخری تین دن یا پانچ دن اعتکاف کرتا ہے، یا بیسیوں روزے کی شام سے اعتکاف شروع کرتا ہے لیکن شوال کا چاند نظر آنے تک نہیں کرتا بلکہ شروع کے تین دن یا پانچ دن کی نیت کرتا ہے تو یہ نفلی اعتکاف ہو گا مسنون نہیں ہو گا کیونکہ مسنون اعتکاف آخری پورے عشرے کا اعتکاف ہے۔

3: اپنی جگہ کسی دوسرے شخص کو اجرت دے کر اعتکاف میں بٹھانا جائز نہیں۔

4: مسنون اعتکاف صحیح ہونے کے لے چند ضروری چیزیں: مسلمان ہونا، عاقل ہونا، اعتکاف کی نیت کرنا، مرد کے لیے مسجد میں اعتکاف کرنا، نیز جمہور کے نزدیک

افضل یہ ہے کہ ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جائے جہاں جمعہ کی نماز بھی ہوتی ہو اور باقاعدہ باجماعت نماز بھی، ورنہ اگر ایسی مسجد ہو جس میں باقاعدہ جماعت کے ساتھ نماز ہوتی ہو اور بعض احباب کے نزدیک ایسی مسجد میں بھی اعتکاف ہو جاتا ہے جہاں باقاعدہ جماعت کے ساتھ نماز نہ بھی ہوتی ہو لیکن افضل نہیں ہے کیونکہ باجماعت نماز پڑھنا بھی اعتکاف کرنے سے کم نہیں۔(احسن الفتاوی ج4 ص517 ،احکام اعتکاف ص30)

5: مرد وعورت کا جنابت یعنی غسل واجب ہونے والی حالت سے پاک ہونا۔

6: روزہ سے ہونا اگر کوئی اعتکاف کے دوران روزہ نہ رکھ سکے یا کسی وجہ سے اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا تو مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

7: عورتوں کو مسجد کی بجائے اپنے گھر میں اعتکاف کرنا چاہیے۔

8: اعتکاف کی نیت بیسیوں روزے غروب آفتاب سے پہلے کر لینی چاہیے اگر کوئی شخص غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو گیا لیکن اس نے اعتکاف کی نیت نہیں کی اور سورج غروب ہو گیا بعد میں نیت کرنے سے اعتکاف مسنون نہیں ہو گا۔

9: معتکف کو اگر احتلام ہو جائے تو اعتکاف پر کوئی اثر نہیں پڑتا، مسجد سے نکلنے سے پہلے مجبوراً مسجد کے دیوار وغیرہ سے تیمم کرلے۔ مسجد کا غسل خانہ موجود ہو تو وہاں غسل کرے، اگر نہ ہو تو باہر جانا جائز ہے لیکن وہاں جاکر انتظار نہ کرے بلکہ پہلے اطلاع کر دے وہ پانی تیار کر دیں پھر جائے اور فوراً مسجد میں واپس آجائے۔ احتی

اعتکاف کی حالت میں جائز کام:

1: مسجد میں کھانا پینا بشرطیکہ مسجد کو گندا نہ کیا جائے۔

2: مسجد میں سونا۔ 3: ضرورت کی بات کرنا۔ 4: اپنا یا کسی اور کا نکاح یا کوئی عقد کرانا۔

5: کپڑے بدلنا۔ 6: خوشبو لگانا۔ 7: تیل لگانا۔

8: کنگھی کرنا بشرطیکہ مسجد کی چٹائی قالین وغیرہ خراب نہ ہوں۔

9: مسجد میں کسی مریض کا معائنہ کرنا یا نسخہ بتانا جائز ہے، لیکن بغیر اجرت کے اگر اجرت کے ساتھ کرتا ہے تو مکروہ ہے۔

10: عورت کا اعتکاف کی حالت میں بچے کو دودھ پلانا۔

اعتکاف کے ممنوعات ومکروہات:

1: بلاضرورت باتیں کرنا۔

2: فحش یا بے کار اور جھوٹے قصے کہانیاں یا غیر اسلامی مضامین پر مشتمل لٹریچر اخبارات ورسائل یا اخبارات کی جھوٹی خبریں مسجد میں لانا، رکھنا، پڑھنا اور سننا۔ اس طرح موبائل فون پر گیمز وغیرہ یا انٹرنیٹ کو استعمال کرنا۔

3: ضرورت سے زیادہ سامان مسجد میں لاکر بکھیر دینا۔

4: مسجد کی بجلی گیس پانی وغیرہ کا بے جا استعمال کرنا۔

5: مسجد میں سگریٹ بیڑی یا حقہ پینا۔

حاجات طبعیہ:

1: پیشاب پاخانہ کے لیے قریب ترین جگہ کا انتخاب کرنا چاہیے۔

2: اگر بیت الخلاء مشغول ہو تو انتظار کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ فارغ ہونے کے بعد ایک لمحہ بھی وہاں ٹھہرنا جائز نہیں۔

3: قضائے حاجت کے لیے جاتے وقت یا واپسی پر کسی سے مختصر بات چیت کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس کے لیے ٹھہرنا نہ پڑے۔

اعتکاف کی فضیلت صرف مردوں کے لیے نہیں بلکہ عورتیں بھی اس نیکی میں مردوں کے ساتھ شامل ہوسکتی ہیں لیکن عورتوں کا اعتکاف مردوں کی طرح مسجد

میں نہیں بلکہ (خیر مساجد النساء قعر بیوتھن. (مسند احمد رقم الحدیث 25331)
عورتوں کی سب سے بہترین مسجد ان کے گھر کا اندرونی حصہ ہے۔) گھر میں ہو گا۔

عورت کا اعتکاف:

خیر القرون کے دور سے لے کر آج تک عورتوں کا مسجد میں اعتکاف کرنا امت میں معمول بہا نہیں رہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کے لیے بھی مسجد میں اعتکاف کو پسند نہیں فرمایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور جب فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے تو اس جگہ تشریف لے جاتے تھے جس جگہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے حضرت عائشہ نے حضور سے مسجد میں اعتکاف کی اجازت مانگی تو آپ علیہ السلام نے اجازت دے دی چنانچہ حضرت عائشہ نے مسجد میں اعتکاف کے لیے ایک خیمہ لگوا دیا اس کے بعد جب آپ کی دوسری ازواج مطہرات حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے سنا تو انہوں نے بھی اعتکاف کے لیے اپنے خیمے لگوا دیئے پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کر تشریف لائے تو آپ نے چار خیموں کو دیکھا تو پوچھا یہ خیمے کن کے ہیں؟ تو آپ علیہ السلام کو بتایا گیا یہ ازواج مطہرات کے خیمے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ کیا نیکی کی وجہ سے؟ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا ان خیموں کو اکھاڑ دو اب میں ان خیموں کو نہ دیکھوں پس ان خیموں کو اکھاڑ دیا گیا پھر آپ علیہ السلام نے خود بھی اس مرتبہ رمضان میں اعتکاف نہیں فرمایا یہاں تک آپ علیہ السلام نے شوال کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا۔ (بخاری باب الاعتکاف فی شوال)

اس حدیث پاک سے واضح طور پر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ عورتوں کا

اعتکاف مسجد میں نہیں بلکہ گھر میں ہوتا ہے، اگر عورت کے لیے مسجد میں ہی اعتکاف کرنا ضروری ہوتا یا اس کی کوئی گنجائش شریعت مطہرہ میں موجود ہوتی تو اجازت کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کو مسجد میں اعتکاف کیوں نہ کرنے دیا لگے ہوئے خیمے اکھاڑنے کا حکم کیوں دیا؟ اہل بیت پر ناراضگی کا اظہار کیوں فرمایا؟ اس ناراضگی کی وجہ سے خود بھی اعتکاف نہیں فرمایا آخر کیوں؟

اتنی عام فہم حدیث مبارک کے باوجود بھی عورتوں کو مسجد میں اعتکاف کی دعوت دینا ان کے لیے مسجد میں انتظام کرنا یہ اطاعت پیغمبر نہیں بکہ اتباع خواہشات ہے اور شریعت مطہرہ پر عمل نہیں بلکہ دین اسلام کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اعتکاف:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکان مسجد نبوی سے اتنا متصل تھا کہ اس کا دروازہ مسجد نبوی کے اندر کھلتا تھا اس لیے اگر وہ اپنے مکان کے دروازہ کے ساتھ ہی مسجد میں پردہ لگا کر اعتکاف فرماتیں تو ایسا ہی ہو جاتا جیسا کہ گویا اپنے گھر میں ہی اعتکاف فرما رہی ہوں کیونکہ ان کو شرعی اور طبعی ضرورتوں کے لیے لوگوں کے سامنے مسجد میں اور باہر گلی محلوں سے گزرنا پڑتا تھا اس کے بر خلاف دوسری ازواج مطہرات کے مکانات کچھ فاصلے پر تھے اور ان کے اعتکاف کی حیثیت یہ نہیں تھی جو حضرت عائشہ کے اعتکاف کی تھی اس لیے وہ خیمے اٹھوا دیے اور صاف فرما دیا کہ یہ کوئی نیکی نہیں۔

(فتح الملہم شرح مسلم ج3ص197)

یہ خیر القرون کی بات ہے جب کہ فتنہ کا وجود بھی نہ تھا امام الانبیاء کی موجودگی میں ازواج مطہرات کو انبیاء کرام کے بعد افضل ترین انسانوں سے فتنہ کا کیا اندیشہ ہو سکتا تھا؟ لیکن اس کے باوجود آپ علیہ السلام کا منع فرما دینا اس بات کی قوی

دلیل ہے کہ عورت کا اعتکاف مسجد نہیں بلکہ گھر میں ہوتا ہے تو آج کے اس پر فتن اور مشکل ترین دور میں اس بات کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے در اصل عورتوں کو اصل تعلیمات اسلامیہ سے ہٹا کر نام نہاد اہل حدیث حضرات نے عورتوں کو مردوں کی ہم نشینی میں کھلے آسمان تلے اعتکاف کرنے کی دعوت دینا اور پھر اس کو قران و حدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کرنا دین کی خدمت نہیں بلکہ تحریف دین ہے۔

امام جصاص رحمہ اللہ وانتم عاکفون فی المساجد کے تحت فرماتے ہیں: جب عورت کے لیے اعتکاف کرنا جائز ہے تمام فقہاء کے نزدیک۔ تو عورت پر واجب ہے کہ وہ اپنے گھر میں اعتکاف کرے ولما جاز للمرءۃ الاعتکاف باتفاق الفقھاء وجب ان یکون ذالك فی بیتھا لقوله علیه السلام وبیوتھن خیر لھن۔

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی کسی عورت کا عملاً مسجد میں اعتکاف کرنا یا پیغمبر علیہ السلام کا حکم دینا کہ عورت اعتکاف مسجد میں کرے کسی صحیح صریح حدیث سے ثابت نہیں۔

عورتوں کے اعتکاف کے چند مسائل:

1: عورت اپنے گھر میں سنت اور نفل دونوں اعتکاف کر سکتی ہے۔

2: گھر میں اگر نماز کی کوئی جگہ بنائی ہوئی ہے تو وہاں اعتکاف کرے ورنہ کوئی بھی جگہ اپنے لیے مختص کرلے۔

3: اگر عورت شادی شدہ ہے تو اعتکاف کے لیے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کے لیے اعتکاف کرنا جائز نہیں۔

4: اگر عورت نے شوہر کی اجازت سے اعتکاف شروع کر دیا بعد میں شوہر منع کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا اگر کر بھی دے تو بیوی کے ذمے اس کی تعمیل واجب نہیں۔

5: عورت کے اعتکاف کے لیے ضروری ہے کہ وہ حیض [ایام ماہواری] اور نفاس [بچے کی ولادت کے بعد والے مخصوص ایام] سے پاک ہو۔

6: اگر دوران اعتکاف ماہواری شروع ہو گئی تو اس پر واجب ہے کہ ماہواری شروع ہوتے ہی اعتکاف چھوڑ دے اس صورت میں جس دن اعتکاف چھوڑا ہے صرف ایک دن کی قضاء اس کے ذمہ واجب ہو گی یعنی ماہواری سے پاک ہونے کے بعد کسی دن روزہ رکھ کر اعتکاف کر لے اگر رمضان کے دن باقی تو ہوں تو رمضان کا روزہ کافی ہے اور اگر رات کو (یعنی سورج غروب ہونے کے بعد صبح صادق ہونے سے پہلے) اعتکاف ٹوٹا ہے تو پھر دن رات چوبیس گھنٹے کی قضا کرنی ہو گی اور اگر دن کو ٹوٹا ہے تو پھر صرف دن کی قضاء واجب ہو گی۔

7: عورت نے جس جگہ اعتکاف کیا ہے وہ اس کے لیے اعتکاف کے دوران مسجد کے حکم میں ہے وہاں سے شرعی ضرورت کے بغیر ہٹنا جائز نہیں اور اگر چلی گئی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

8: یہ غلط مشہور ہے کہ غیر شادی شدہ عورت اعتکاف نہیں بیٹھ سکتی۔

9: عورت کے لیے بھی اعتکاف کی جگہ سے ہٹنے کے وہی احکام ہیں جو مردوں کے لیے ہیں جن ضروریات کی بناء پر مردوں کا مسجد سے نکلنا جائز ہے ان ضروریات کے لیے عورتوں کو بھی اپنے اعتکاف کی جگہ سے ہٹنا جائز ہے اور جن کاموں کے لیے مردوں کا نکلنا جائز نہیں ان کے لیے عورتوں کا ہٹنا بھی جائز نہیں چنانچہ صرف ہاتھ دھونے، کلی کرنے، دانت صاف کرنے، برتن و کپڑے وغیرہ دھونے، دروازہ کھولنے اور بند کرنے، فون سننے اور اس طرح کے دوسرے کاموں کے لیے اعتکاف گاہ سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

گھر کے بھیدی: قسط نمبر 2

فرقہ اہل حدیث

سابق اہل حدیث مسعود احمد B.S.C کی نظر میں

......مولانا محمد نواز فیصل آبادی حفظہ اللہ

قارئین کرام! ہم چند ان فرقوں اور فتنوں کے بارے میں ایک سلسلہ بنام "گھر کے بھیدی" شروع کر رہے ہیں۔ جنہوں نے ام الفتن غیر مقلدیت کی کوکھ سے جنم لیا اس سلسلے کی پہلی کڑی جناب مسعود احمد B.S.C کی روداد ہے۔ آیئے ملاحظہ کرتے ہیں

سابق اہل حدیث مسعود احمد B.S.C نے قسط وار ایک مضمون "اپنے فرقہ وارانہ ناموں کا ثبوت دیجیے" کے نام سے تحریر کیا تھا اس میں "فرقہ اہل حدیث" کے افراد کو خاص طور پر نشانہ بناتے ہوئے ان سے اہل حدیث کے ثبوت کا مطالبہ کیا ہے۔ مسعود احمد B.S.C کی نظر میں اہل حدیث ایک فرقہ وارانہ نام ہے جس کا بحیثیت مسلک اور فرقہ قرآن، سنت میں کوئی ثبوت نہیں۔ اس موقف کی وضاحت میں اس کی کچھ عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

1: ہم نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور اب بھی عرض کرتے ہیں کہ یہ تمام خود ساختہ فرقہ وارانہ نام مختلف شخصیتوں کی طرف منسوب ہیں سوائے اہل حدیث نام کے لیکن کیا نام کے اچھا ہونے کے لیے یہی کافی نہیں کہ اس کے معنیٰ بہت اچھے ہوں بلکہ اچھا ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی تائید میں آیت یا حدیث ہو جس طرح نیکیوں کا حال ہے کہ کوئی نیک اس وقت تک نیکی نہیں کہلاتی جب تک اس کا

ثبوت سنت سے نہ ملے اسی طرح کوئی نام اس وقت تک اچھا نہیں ہو سکتا جب تک اس کا ثبوت سنت سے نہ ملے۔ ہمیں بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اہل حدیث نام کا ثبوت بھی قرآن و حدیث میں کہیں نہیں ملتا۔ اگرچہ اہل حدیث حضرات اس نام کا ثبوت مہیا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن انہیں اس میں کامیابی نہیں ہوتی مثلاً وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ومن اصدق من اللہ حدیثاً۔ (سورۃ نساء آیت 87)اور اللہ سے بڑھ کر بات کا سچا کون ہو سکتا ہے۔

حدیث کے لغوی معنیٰ ہیں "بات" اور اس آیت میں حدیث کا لفظ کلیۃً لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے اصطلاحی معنوں میں استعمال نہیں ہوا۔ مزید بر آں حدیث کے اصطلاحی معنیٰ ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات" لیکن اہل حدیث حضرات اس آیت میں نہ لغوی معنیٰ تسلیم کرتے ہیں نہ اصطلاحی۔ وہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں حدیث قرآن مجید کو کہا گیا ہے لہٰذا اہل حدیث نام ثابت ہو گیا۔ ہم حیران ہیں کہ کس لحاظ سے حدیث کو قرآن مجید کا نام سمجھیں جبکہ نہ یہ اس کے لغوی معنیٰ ہیں نہ اصطلاحی۔

اور اگر ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ "حدیث" قرآن مجید کا نام ہے تو پھر اس آیت سے قرآن مجید کے نام سے ثبوت ملا نہ کہ اہل حدیث نام کا۔ "حدیث" مفرد ہے "اہل حدیث" مرکب۔ مفرد کے ثبوت سے مرکب کا ثبوت کیسے ہو گیا؟ اہل حدیث حضرات سے ہماری گزارش ہے کہ وہ قرآن مجید کے نام کا ثبوت مہیا کرنے کے بجائے اپنے نام کا ثبوت مہیا کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ومن اصدق من اللہ قیلا(سورۃ نساء آیت 122)اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بات کا سچا کون ہو سکتا ہے؟

اہل حدیث کی پیش کردہ آیت اور اس آیت کا مقابلہ کیجیے ، دونوں میں صرف ایک لفظ کا فرق ہے پہلی آیت میں "حدیث" ہے دوسری آیت میں اس کی جگہ "قیل" ہے۔ اگر پہلی آیت کی رو سے حدیث قرآن مجید کا نام ہے تو دوسری آیت کی رو سے قیل بھی قرآن مجید کا نام ہوا۔ اگر پہلی آیت سے "اہل حدیث" نام کو اخذ کیا جا سکتا ہے تو اس دوسری آیت سے "اہل قیل" نام کو بھی اخذ کیا جا سکتا ہے۔ ہم اہل حدیث حضرات سے پوچھتے ہیں کہ کیا "اہل قیل" نام رکھا جا سکتا ہے اگر نہیں رکھا جا سکتا تو بتایئے کہ وجہ تفریق کیا ہے؟

بات در حقیقت یہ ہے کہ نہ پہلی آیت میں "حدیث" سے مراد قرآن مجید ہے اور نہ دوسری آیت میں "قیل" سے مراد قرآن مجید ہے دونوں لفظ اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں یعنی ہر دو لفظوں کے معنیٰ ہیں بات۔ بات کیا تھی بنا کیا دی گئی؟

(اپنے فرقہ وارانہ ناموں کا ثبوت دیجیے قسط دوم مندرجہ کتاب جماعت المسلمین کی دعوات اور تحریک اسلام کی آئینہ دار ہیں ص100،101)

2: اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ افسوس کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے نام کو چھوڑ کر فرقہ وارانہ ناموں سے اپنے کو موسوم کیا اور پھر انہی ناموں پر فخر کرنے لگے یہ نام انہوں نے خود رکھ لیے قرآن و حدیث سے ان ناموں کی کوئی دلیل نہیں ملتی اگر ان ناموں میں سے کوئی نام اچھا ہو سکتا تھا تو وہ اہل حدیث نام تھا کیونکہ یہ ایک اصولی نام ہے اشخاص کی طرف منسوب نہیں ہے جس طرح کہ دوسرے فرقوں کے نام اشخاص کی طرف منسوب ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن و حدیث سے اہل حدیث نام کا بھی کوئی ثبوت نہیں ملتا ان لوگوں کا کہنا ہے کہ

قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے حدیث کہا اور اہل حدیث نام کا ثبوت ہے ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو حدیث کہا ہے تو آپ کو اس سے کیا فائدہ پہنچتا ہے ؟ آپ کو تو اہل حدیث نہیں کہا۔ اگر کہا تو بتایئے ؟ قرآن مجید کو تو اللہ تعالیٰ نے ذکر بھی کہا ہے تو کیا اگر کوئی فرقہ اپنا نام "اہل ذکر" رکھ لے تو آپ اسے گوارا کر لیں گے قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے کتاب بھی کہا ہے تو کیا اگر کوئی فرقہ اپنا نام "اہل کتاب" رکھ لے تو آپ اس نام کو صحیح سمجھ لیں گے یا یہ اصرار کریں گے "اہل حدیث" نام ہی رکھو ؟

(اپنے فرقہ وارانہ ناموں کا ثبوت دیجیے قسط اول مندرجہ جماعت المسلمین کی دعوات ص98)

3: اسی عنوان کی تیسری قسط میں مسعود احمد نے لکھا: فرقے بنے تو نام بھی علیحدہ علیحدہ تجویز ہوئے اللہ تعالیٰ کے رکھے ہوئے نام کو چھوڑ کر ہر فرقہ نے اپنے آپ کو شخصتیوں کی طرف منسوب کر لیا۔ پر وہ اپنے نام کی حقانیت پر دلائل دینے سے بھی عاجز ہیں سوائے اہل حدیث کے کہ وہ کوشش کرتے ہیں کہ اپنے نام کا ثبوت دیں لیکن کامیابی سے ہمکنار وہ بھی نہیں ہوتے اہل حدیث حضرات کے بعض دلائل کا جائزہ ہم لے چکے ہیں ان کے مزید دلائل سنیے اور پھر ہماری گزارشات ملاحظہ فرمایئے

(1) فبای حدیث بعدہ یومنون۔ (سورۃ مرسلات 50) اب اس (قرآن) کے بعد یہ کون سی بات پر ایمان لائیں گے۔ اہل حدیث حضرات کہتے ہیں کہ اس آیت میں قرآن مجید کو حدیث کہا گیا ہے لہٰذا ہم "اہل حدیث" ہوئے۔

گزارش: اس آیت میں حدیث اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے نہ کہ قرآن مجید کے نام کی حیثیت سے۔ مزید بر آں آیت مذکورہ میں حدیث کا لفظ غیر قرآن کے لیے استعمال ہوا ہے نہ کہ قرآن مجید کے لئے لہٰذا اس آیت کی رو سے اہل

حدیث کے معنیٰ ہوئے اہل قرآن۔

(2)الله نزل احسن الحدیث کتابا (سورۃ زمر 23)اللہ نے بہترین بات ایک کتاب کی شکل میں نازل کی کر دی ہے۔

ان خیر الحدیث کتاب الله (صحیح مسلم) بے شک بہترین بات اللہ کی بات ہے۔

اہل حدیث حضرات کہتے ہیں کہ اس آیت و حدیث میں "حدیث" قرآن مجید کو کہا گیا ہے لہذا "اہل حدیث" نام ثابت ہو گیا۔

گزارش : اس آیت اور حدیث میں بھی حدیث اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے نہ کہ قرآن مجید کے نام کی حیثیت سے اگر صرف حدیث قرآن مجید کا نام ہوتا تو اس کے ساتھ لفظ "احسن" کی یا خیر کیا ضرورت تھی ؟ اس سلسلہ میں ایک آیت اور ملاحظہ فرمایئے۔

ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم ۔ (سورۃ لقمٰن 6) اور لوگوں میں بعض شخص ایسا بھی ہے جو بے ہودہ باتوں کی خریداری کرتا ہے تا کہ (ان بے ہودہ باتوں کو سنا سنا کر لوگوں کو) بغیر علم کے اللہ کے راستے سے گمراہ کر دے۔

دیکھیے اس آیت میں حدیث کے ساتھ "لھو" کا لفظ ملا ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کا لفظ اپنے لغوی معنوں کے لحاظ سے بری بات کے لیے بھی استعمال ہو سکتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ وحی الٰہی نے قرآن مجید کی بات کو" احسن الحدیث "کا خیر الحدیث کہہ کر اس کی خوبی کی طرف اشارہ فرمایا ورنہ محض حدیث کا لفظ دونوں قسم کی باتوں کا متحمل ہو سکتا تھا۔

آیت زیر بحث میں اگر ہم یہ بھی مان لیں کہ "احسن الحدیث" قرآن مجید کے نام کی حیثیت سے استعمال ہوا ہے تو اہل حدیث نام کے بجائے "اہل احسن الحدیث" نام ہونا چاہیے تھا۔

الغرض !اس قسم کی تمام آیات واحادیث میں حدیث اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے قرآن مجید کا نام حدیث نہیں ہے اور اگر ہم اسے فرض بھی کرلیں تو پھر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اہل حدیث حضرات نے قرآن مجید کے نام کا ثبوت تو دے دیا لیکن اپنے نام کا ثبوت دینے سے عاجز ہیں۔

(اپنے فرقہ وارانہ ناموں کا ثبوت دیجیے قسط 3 مندرجہ جماعت المسلمین کی دعوات ص102،104)

مسعود احمدB.S.Cاسی مضمون کی قسط نمبر تین میں ہی مزید لکھتے ہیں:

(4): ہم اہل حدیث حضرات سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ بھی کوئی ایسی آیت یا حدیث پیش کردیں جس کا یہ مضمون ہو۔ ھو سما کم اھل الحدیث اللہ نے تمہارا نام اہل حدیث رکھا ہے۔

لیکن وہ ایسا ہرگز نہیں کرسکتے اہلِ حدیث نام نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث میں۔ اب اگر وہ نیچے اتر کر کچھ دلائل مہیا کریں گے تو مسلک اہل حدیث کی پوری عمارت منہدم ہوجائے گی۔ترکت فیکم امرین کی حدیث سے ان کو دستبردار ہونا پڑے گا مندرجہ ذیل شعر کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہے گی۔ جس کو وہ بار بار پیش کرتے ہیں۔

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ برجان مسلم داشتن

(جماعت المسلمین کی دعوات ص104)

مسعود احمد B.S.C اسی مضمون کی چوتھی اور آخری قسط میں لکھتے ہیں:

گزشتہ اشاعتوں میں ہم نے بتایا تھا کہ صرف اہل حدیث حضرات ہی اپنے نام کا ثبوت مہیا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن انہیں بھی اس میں کامیابی نہیں ہوتی، جو دلائل وہ اپنے نام کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں ان کا تجزیہ ہم پہلے کر چکے ہیں۔ ہمارے تجزیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث سے اہل حدیث نام کا کوئی ثبوت نہیں۔ اب ہم اہل حدیث حضرات کے ان دلائل کا جائزہ لیتے ہیں جو وہ قرآن وحدیث کے علاوہ پیش کرتے ہیں۔

عن ابی سعید الخدری انه کان اذا رای اشباب قال مرحبا بوصیة رسول الله صلی الله علیه وسلم امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نوسع لکم فی المجلس وان نفهمکم الحدیث فانکم خلوفنا واهل الحدیث بعدنا۔

(شرف اصحاب الحدیث للخطیب البغدادی ص 12)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جب نوجوانوں کو دیکھتے تو فرماتے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سے خوشی حاصل کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ تمہارے لئے مجلس میں فراخی کریں اور تم کو حدیث سمجھائیں کیونکہ تم ہمارے جانشین ہو اور ہمارے بعد تم ہی اہل الحدیث ہو۔

اس روایت سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں۔

1: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ طلبائے حدیث سے فرماتے تھے کہ تم ہمارے بعد "اہل حدیث" ہو حضرت ابو سعید کے اس فرمان کے مخاطب عام لوگ نہیں تھے۔

2: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے ثابت ہوا کہ وہ طلباء بھی اس وقت تک "اہل الحدیث" نہیں ہوئے تھے بلکہ بعد میں ہونے والے تھے۔ ظاہر

ہے کہ پھر اہل حدیث سے مراد اہل حدیث (محدثین۔ از ناقل) ہوئے نہ کہ عام لوگ ۔ کیونکہ وہ نوجوان اس وقت تک عالم نہیں تھے لہذا اہل حدیث بھی نہیں تھے۔

مزید غور طلب چیز یہ ہے کہ کیا کوئی استاد اپنے شاگردوں سے یہ کہہ سکتا ہے کہ تم ہمارے بعد مسلم ہو۔ ہرگز نہیں۔ مسلم تو بچہ بھی ہے بڑا بھی ہے عام آدمی بھی ہے اور محدث بھی ہے لہذا ثابت ہوا کہ مسلم اور اہل الحدیث مترادف نہیں۔

اب ہم اس حدیث کی سند کا جائزہ لیتے ہیں:

اس کی سند میں ایک راوی **ابو هارون العبدی** ہے اس کے متعلق

امام احمد فرماتے ہیں: ابو هارون العبدی متروك الحديث ۔ یعنی ابو ہارون العبدی متروک الحدیث ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو هارون العبدی كذاب ۔ یعنی ابو ہارون العبدی کذاب ہے۔

(کتاب القراۃ لامام البیہقی مطبوعہ پرنٹنگ ورکس دہلی ص 138)

لہذا یہ روایت موضوع ہے اہل حدیث پر تعجب ہے کہ ایسی گھڑی ہوئی روایتوں سے استدلال کرتے ہیں۔

2 : حدیث کی کتابوں میں جگہ جگہ لفظ اہل حدیث آتا ہے اہل حدیث حضرات اس کو بھی اپنے نام کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں مثلا امام ترمذی لکھتے ہیں: ابن لهيعه ضعيف عند اهل الحديث ضعفه يحيیٰ بن سعيد القطان وغيره ۔ ترمذی ابواب الطهارة رفع هذا الحديث عبدالكريم بن مخارق وهو ضعيف عند اهل الحديث ضعفه ابو السختيانی ترمذی ابواب الطهارة

ابن لہیعہ اہل حدیث کے نزدیک ضعیف ہے اس کو امام یحی بن سعید القطان

وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔

عبد الکریم بن مخارق نے اسے مرفوع کیا ہے اور وہ اہل حدیث کے نزدیک ضعیف ہے امام ایوب سختیانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔

مندرجہ بالا عبارتوں سے ظاہر ہوا کہ اہل حدیث سے علمائے حدیث، محدثین ائمہ جرح وتعدیل مراد ہیں نہ کہ کوئی فرقہ کا عام آدمی۔

خلاصہ: الغرض اس قسم کی جتنی روایتیں پیش کی جاتی ہے اول تو وہ سنداً صحیح نہیں ہوتیں اور اگر صحیح بھی ہوں تو ان میں اہل حدیث سے فرقہ اہل حدیث مراد نہیں ہوتا بلکہ محدثین مراد ہوتے ہیں۔

حدیث کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ: حدیث کے لغوی معنیٰ ہیں بات قرآن مجید میں یہ لفظ اسی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔

حدیث کے اصطلاحی معنیٰ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات۔ لہٰذا نہ لغوی لحاظ سے حدیث قرآن مجید کا نام ہے اور نہ اصطلاحی لحاظ سے اور اگر حدیث کو قرآن مجید کا نام بھی فرض کر لیا جائے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ امت مسلمہ کا نام اہل حدیث ہے۔

(جماعت المسلمین کی دعوات ص106 سن اشاعت 2004ء)

سابق اہل حدیث مسعود احمد B.S.C کی عبارات سے معلوم ہوا کہ نام اہل حدیث کی نجات یافتہ مسلک کا نام نہیں بلکہ یہ محدثین کا امتیازی لقب ہے ہمارے اکابر بھی یہی بات کہتے آئے ہیں۔ کہ اہل حدیث بمعنیٰ فقہ کا منکر کوئی مسلک انگریز کے ہندوستان میں آنے سے پہلے موجود نہ تھا بلکہ یہ فرقہ انگریز کے دور کی پیداوار ہے عوام کو دھوکہ دینے کے لیے منکرین فقہ نے محدثین سے یہ لقب چرا کر انگریز سے الاٹ

کروالیا تھا۔ اسلاف کے ہاں اہل قرآن جس طرح قراء کرام کا امتیازی لقب تھا منکرین حدیث کے ایک سرغنہ عبد اللہ چکڑالوی (سابق اہل حدیث) نے چرا کر اپنے فرقے کا نام اہل قرآن رکھ لیا تھا۔ اس طرح منکرین فقہ نے محدثین کے امتیازی لقب اہل حدیث پر ناجائز قبضہ جمار کھا ہے۔

یاد رکھیے کہ نام اہل حدیث کے متعلق جو تحقیق مسعود احمد B.S.C نے پیش کی ہے وہ بھی سرقہ پر مبنی ہے ہمارے اکابر کی کتب پڑھنے والے حضرات پر یہ بات مخفی نہیں کہ ہمارے اکابر نے فرقہ اہل حدیث کی علمی تردید میں جو کتب تحریر فرمائی ہیں ان میں یہی تحقیق پائی جاتی ہے۔

مسعود احمد B.S.C نے الفاظ کا ہیر پھیر کر کے اس کو اپنے نام سے شائع کر دیا ہے۔ خیر! اس میں بھی ہماری فتح ہے کہ جو بات ہمارے اکابر کہتے آئے آج فرقہ اہل حدیث کو چھوڑنے والا مسعود احمد بھی یہی بات پیش کرتا نظر آتا ہے۔

مسعود احمد بی ایس سی فرقہ اہل حدیث کے افراد کو تو طعنہ دیتا ہے کہ تم نے اپنی جماعت کا جو نام رکھا ہے وہ فرقہ وارانہ ہے لیکن اس کو اور اس کے جانشین اشتیاق احمد کو اس بات کا احساس کیوں نہیں ہوتا کہ ان کا فرقہ جماعت المسلمین بھی تو 1975ء سے پہلے موجود نہیں تھا یہ فرقہ وارانہ نام کیوں نہیں۔ جس طرح فرقہ اہل حدیث کے افراد قرآن و حدیث سے اپنے فرقہ کے نام کو ثابت کرنے کے لیے قرآن و حدیث میں تحریف کرتے ہیں یہی طرز عمل مسعود احمد اور اشتیاق احمد اور ان کے ہم نواؤں کا بھی تو ہے اگر فرقہ اہل حدیث کے افراد اس مقصد کے اندر جھوٹے ہیں اور واقعۃً جھوٹے ہیں تو پھر جماعت المسلمین والے جھوٹے کیوں نہیں؟؟

(............جاری ہے)

منکرین حیات کے چند وساوس

......مفتی عبدالواحد قریشی حفظہ اللہ

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اہل السنت والجماعت کا اتفاقی اور اجماعی عقیدہ ہے ہمارے فاضل مضمون نگار نے سلسلہ وار تین قسطیں ادارہ کو بھیجی تھیں۔ اب انہی کے قلم سے "منکرین حیات کے چند وساوس" پیش کرنے لگے ہیں۔ (ادارہ)

وسوسہ نمبر1:

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قائلین حیات جو آیت پیش کرتے ہو یہ تو شہید کے بارے میں ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیسے دلیل بن سکتی ہے؟ حالانکہ اس میں "نبی" کا لفظ بھی نہیں ہے۔

جواب:

1) اگر شہید کے لیے ہے تو تم لوگ شہید کو بھی قبر میں زندہ نہیں مانتے؟

2) حدیث پاک سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو کر فوت ہوئے۔ جس کو تم مماتی لوگ بھی مانتے ہو جس طرح یہ آیت شہید کے لیے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہید بن کر اس آیت میں شامل ہیں۔

وسوسہ نمبر2:

اس آیت میں نبی کا لفظ دکھاؤ؟

جواب:

یہ تو عجیب سی بات ہے جسے کوئی بیوقوف آدمی بھی نہیں کہہ سکتا یہ تو ایسے

ہے جیسے کوئی پاگل کہے کہ ماں باپ کو اللہ تعالیٰ نے اُف کہنے سے تو منع کیا ہے مگر گالی دینے یا منہ پر جوتی مارنے سے تو منع تو نہیں کیا اور کہے کہ دیکھو قرآن کریم میں صرف اف کہنے سے منع کیا گیا ہے اور پھر یہ آیت مبارکہ بھی پڑھ دے: "وَقَضَى رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُدُوا إِلاَّ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاهُمَا فَلا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلاً كَرِيماً" (سورۃ بنی اسرائیل آیت:23)

اور تمہارے پرودگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو، بلکہ ان سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو۔

اسے جواب دیا جائے گا کہ اس میں گالی کا لفظ نہیں اُف کا لفظ ہے اور اُف چھوٹی چیز ہے اور گالی بڑی چیز ہے جب چھوٹی چیز کہنا منع ہے تو گالی دینا سے اس سے بڑھ کر منع ہے بالکل اسی طرح اس آیت میں نبی کا لفظ تو نہیں ہے شہید کا لفظ ہے شہادت چھوٹی چیز ہے اور نبوت بڑی چیز ہے جب شہید زندہ ہے تو نبی شہید سے بڑے رتبے والا ہے وہ اسی سے بڑھ کر زندہ ہے۔ ہاں! ان کی زندگی ہمیں نظر نہیں آتی۔

وسوسہ نمبر3:

اس میں قبر کا لفظ تو نہیں پھر قبر میں کیسے زندہ ہیں؟

جواب:

اس آیت (سورۃ البقرہ آیت 154) لمن یقتل کا لفظ آیا ہے جو شہید ہو تو قتل اور شہادت جسم پر واقع ہوتی ہے یہی جسم قبر میں ہوتا ہے تو مطلب واضح ہوا کہ یہی جسم زندہ ہے جو قبر میں ہے۔

مثال: جیسے کوئی بے وقوف کہے کہ چائے میں دودھ اگر ہے تو نکال کر دو تو اسے جواب دیا جائے گا دودھ ہے مگر پتی میں مل گیا ہے یعنی چھپا ہوا ہے اس طرح قبر لفظ ہے مگر لمن یقتل میں چھپا ہوا ہے۔

وسوسہ نمبر 4:

اس آیت میں لفظ آتا ہے "ولکن لا تشعرون" کہ تمہیں احساس اور شعور نہیں ہے تو جب شعور ہی نہیں تو تم کیسے کہتے ہو کہ زندہ ہے؟

جواب:

شعور نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ لوگ مردہ ہیں اور "ولکن لا تشعرون" کے پیچھے بھی آیت پڑھو جس میں اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں "بل احیاء" کہ وہ زندہ ہیں جب اللہ پاک نے زندہ فرما دیا تو اب کوئی اشکال نہ رہا۔

مثال:

ہمارے کندھوں پر فرشتے بیٹھے ہیں اور ہمیں ان کا شعور نہیں ہے تو پھر کیا کہیں گے کہ فرشتے مردہ ہیں؟

وسوسہ نمبر 5:

کون کہتا ہے کہ یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے؟ اس آیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ثابت ہوتے ہیں کیا کسی مفسر نے لکھا ہے؟

جواب:

قرآن پاک کی تفسیروں سے یہ ثابت ہے کہ یہ آیت انبیاء علیہم السلام کے لیے بھی ہے جیسا کہ تفسیر احکام القرآن کے حوالے سے آیات قرآنیہ میں گزرا۔

وسوسہ نمبر6:

سورۃ اٰل عمران آیت نمبر 169 میں آیا ہے ” عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ “یعنی شہید اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے ہیں تم لوگ قبروں میں زندہ کیسے مانتے ہو؟

جواب:

1) یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اللہ ہر جگہ ہے تو پھر کیا قبر ہر جگہ میں قبر شامل نہیں ہے؟

2) سورۃ اٰل عمران آیت نمبر 19 میں فرمایا گیا ہے کہ ”إِنَّ الدِّينَ عِنۡدَ اللّٰهِ الإِسۡلامُ “ کہ دین اسلام اللہ کے پاس ہے۔ منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم جرات کریں خود اپنے بارے میں کہہ دو کہ ہمارے پاس دین نہیں ہم بے دین ہیں کیونکہ اللہ پاک نے فرمایا کہ دین اللہ کے پاس ہے۔

نوٹ:

جس طرح دین اسلام اللہ کے پاس ہوتے ہوئے ہمارے پاس بھی ہے تو اسی طرح شہداء اللہ کے پاس ہوتے ہوئے قبروں میں روح کے تعلق سے رزق کی لذت محسوس کرتے ہیں۔

وسوسہ نمبر7:

اس آیت ” عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ “ میں ہے کہ وہ رزق کھاتے ہیں اگر انبیاء اور شہداء قبروں میں رزق کھاتے ہیں تو پیشاب، پاخانہ کہاں کرتے ہیں؟

جواب:

صحیح بخاری ج1 ص159 کتاب التہجد میں حدیث پاک سے ثابت ہے کہ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ جنت ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور جنت میں کھانے پینے کے بعد پیشاب، پاخانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ حیات قبر میں، حیات آخرت کا مقدمہ ہے تو آخرت میں ان چیزوں کا تصور بھی نہیں ہے۔

وسوسہ نمبر 8:

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ لوگ جو سورۃ النساء آیت نمبر 64 "وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ" ۔۔۔الخ پیش کرتے ہو (جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں۔۔الخ) اس میں تو ایک دیہاتی آدمی کا واقعہ ہے اور گاؤں والے دیہاتی اکثر ان پڑھ ہوتے ہیں اور یہ بھی پتہ نہیں کہ یہ گاؤں والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے یا نہیں؟ تو اس کا واقعہ عقیدہ کیسے بن گیا؟

جواب:

ہمارا عقیدہ گاؤں والے کہ وجہ سے نہیں بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضہ اللہ عنہ کی تائید کرنے کی وجہ سے ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صحابی رضی اللہ عنہ ہونے میں شک ہی نہیں۔ اگر یہ بات شرک ہوتی یا غلط ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ اس دیہاتی کو منع کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا منع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل تھے۔

یہ واقعہ صرف ہماری کتابوں میں نہیں بلکہ حضرت مولانا حسین علی الوانی رحمہ اللہ (جو 1944ء میں فوت ہوئے) اور تو اور منکرین حیات بھی انہیں اپنا امام مانتے ہیں ان کی طرف سے اپنی جھوٹی نسبتیں قائم کرتے ہو وہ خود اپنی زندگی کی آخری کتاب تحریرات حدیث ص 396 پر خود لکھتے ہیں بلکہ اس واقعہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اعتماد نقل کرتے ہیں۔ اگر یہ واقعہ جھوٹا اور شرک ہے تو پھر فتویٰ حضرت مولانا

حسین علی الوانی رحمہ اللہ پر لگے گا ہم پر نہیں اور ہم پورے یقین سے کہتے ہیں اگر یہ شرک ہوتا تو مولانا موصوف اسے نقل نہ کرتے۔

وسوسہ نمبر9:

سورۃ الاحزاب آیت نمبر 53 جو تم لوگ پیش کرتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے نکاح نہ کرنے کی دو وجہ ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور زندہ کی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا تو یہ بات ہم نہیں مانتے کیونکہ شہید بھی تو زندہ ہوتا ہے تو پھر اس کی بیوی سے نکاح کیوں جائز ہے؟

جواب:

یہی فرق ہے نبی میں اور شہید کی حیات میں، نبی علیہ السلام کی حیات بڑے درجے والی اور شہید کی حیات چھوٹے درجے والی ہے۔ چھوٹا درجہ ہونے کی وجہ سے شہید کی بیوی سے نکاح ہو جاتا ہے جبکہ نبی کی حیات بڑے درجے والی ہے تو ان کی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا۔ اگرچہ زندہ دونوں ہیں اور یہ بات قرآن کی تفاسیر سے ثابت ہے جس طرح اٰل عمران آیت نمبر 169 کی تفسیر کشف الرحمٰن میں ہے کہ نبی کی حیات اتنی مضبوط ہے کہ اس کا اثر دنیا میں آجاتا ہے جس کی وجہ سے نبی کی بیوی سے نکاح نہیں ہوتا اور نہ نبی کی میراث تقسیم ہوتی ہے جبکہ شہید کیلیے اس طرح نہیں فرمایا گیا۔

وسوسہ نمبر10:

ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے قائل ہیں مگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں زندہ مانتے ہیں اور تم لوگ زمین میں زندہ مانتے ہو۔ لہٰذا ہمارا عقیدہ آپ کے عقیدے سے افضل ہوا۔

جواب:

1) یہ منکرین حیات کا ایک فریب ہے وہ کوئی آیت نہیں مانتے جب پھنستے ہیں تو ایسا بہانہ بناتے ہیں۔

2) ہم نبی کے لیے حیات یوں مانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ جنت ہے اور یہ روضہ زمین پر ہے بلکہ زمین کی جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں وہ جنت سے بھی افضل ہے۔

وسوسہ نمبر 11:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو قبر میں نماز پڑھی تھی وہ اوپر آسمان والی قبر تھی نہ کہ زمین والی یعنی صرف روح مراد ہے۔

جواب:

1) یہ بات بھی جھوٹ ہے کہ وہ آسمانی قبر تھی آسمان پر کوئی قبر نہیں بلکہ قبریں زمین پر ہوتی ہیں آسمان پر قبرستان نہیں ہوا کرتے۔

2) جس حدیث میں ہے: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبر میں نماز پڑھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو اسی حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (عند الکثیب الاحمر۔ مسلم ج2 ص268) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک سرخ ٹیلے کے قریب تھی تو اس سے بھی ثابت ہوا کہ وہ زمین والی قبر تھی کیونکہ ٹیلے زمین پر ہوتے ہیں۔

3) اس حدیث پاک میں یہ الفاظ ہیں "لیلۃ اسری بی" کہ یہ واقعہ اسراء کا ہے اور اسراء معراج کی رات زمینی سفر کو کہا جاتا ہے، اگر آسمانی واقعہ ہوتا تو "لیلۃ عرج

بی" فرمایا جاتا کہ آسمانی سفر کی بات ہے مگر ایسا نہیں فرمایا گیا۔ تو پتہ چلا کہ زمین پر قبر مبارک کی بات ہے۔

وسوسہ نمبر12:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو قبر میں نماز پڑھی ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔

جواب:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے اندر دیکھ لیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں یہ معجزہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا معجزہ نہیں، وہ پیغمبر کی عبادت ہے۔

وسوسہ نمبر13:

جو حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء قبروں میں زندہ ہیں یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن پاک میں ہے "انك میت" کہ آپ فوت ہوں گے۔

جواب:

قرآن پاک میں ہے سورۃ زمرہ آیت نمبر 30 "انك میت" کہ اے نبی آپ فوت ہوں گے تو ہم مانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے ہیں جو نبی کی وفات نہ مانے وہ بے ایمان ہے لیکن جو حدیث ہے کہ انبیاء قبروں میں زندہ ہیں اس سے مراد وفات کے بعد قبر والی زندگی ہے تو قرآن کے خلاف نہیں۔ کیونکہ قرآن پاک نے دنیا میں وفات کی بات کا اشارہ دیا ہے جبکہ حدیث پاک قبر مبارک کی زندگی کی بات کرتی ہے تو فرق ہو گیا جب دونوں کا مطلب جدا جدا ہے تو پھر آپس میں ایک

دوسرے کے خلاف ہو جائیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ فافھم وتدبر

بلکہ قبر کی زندگی تو خود قرآن پاک سے ثابت ہے جس طرح مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ ؛سورۃ ابراہیم آیت نمبر 27 کی تفسیر میں فرماتے ہیں "یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ"

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں، اللہ ان کو اس مضبوط بات پر دنیا کی زندگی میں بھی جماؤ عطا کرتا ہے اور آخرت میں بھی۔

تفسیر: تقریباً چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے معتبر اسانید کے ساتھ اسی مضمون کی حدیثیں منقول ہیں جن کو امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس جگہ اپنی تفسیر میں جمع کیا ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے منظوم رسالہ "التثبیت عند التثبیت" میں اور شرح الصدور میں 70 احادیث کا حوالہ نقل کر کے ان روایات کو متواتر فرمایا ہے ان سب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آیت مذکورہ میں آخرت سے مراد قبر اور اس آیت کو قبر کے عذاب وثواب سے متعلق قرار دیا ہے۔

مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہو کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دینا، پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن مجید کی تقریباً 10 آیات میں اشارۃ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی 70 احادیث متواترہ میں بڑی صراحت ووضاحت کے ساتھ مذکور ہے جس میں مسلمان کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ (تفسیر معارف القرآن ج5ص248)

یہ حدیث قرآن کے خلاف نہیں ہے قرآن کے خلاف تو تب ہوتی جب قرآن میں یہ ہوتا کہ نبی قبر میں مردہ ہیں اور قرآن پاک میں ایسی کوئی آیت نہیں کہ

نبی کو قبر میں مردہ بتائے اگر کوئی مماتی یہ آیت ڈھونڈ دے جس میں لکھا ہو کہ نبی قبر میں زندہ نہیں تم ہم منہ مانگا انعام دیں گے کیونکہ قرآن دنیا والی موت کا ذکر کرتا ہے جب کہ حدیث پاک قبر والی زندگی کی بات کرتی ہے تو یہ الگ الگ چیزیں ہیں تو لہٰذا حدیث پاک کو قرآن پاک کے خلاف کہنا ٹھیک نہیں اور صرف سینہ زوری ہے۔

وسوسہ نمبر 14:

اگر انبیاء قبروں میں زندہ ہیں تو ان کا سانس نہیں گھٹتا کہ باہر نکل آئیں۔

جواب:

ماں کے پیٹ میں بچہ تقریباً 9 مہینے رہتا ہے اور حدیث پاک کے مطابق چوتھے مہینے اس میں (ثم ینفخ فی الروح) روح پڑ جاتی ہے تو زندہ ہو جاتا ہے۔

(بخاری و مسلم، ومشکوٰۃ ج 1 ص 20 باب ایمان بالقدر عن ابن مسعود)

جیسے زندہ بچے کا سانس نہیں گھٹتا اسی طرح نبی علیہ السلام کا قبر میں سانس نہیں گھٹتا۔

فرقہ مماتیت کی عبرتناک شکست

✍......عبدالستار حنفی حفظہ اللہ

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ اس امت مرحومہ کا اتفاقی اور اجماعی عقیدہ ہے۔ اہل السنت والجماعت اپنے اس عقیدے کا پرچار دلائل کے ساتھ کرتے ہیں اور جہاں ضرورت پڑے وہاں مخالفین ومعاندین سے مناظرہ بھی کرتے ہیں۔

19 جون 2014 کو مانسہرہ کے علاقے جامعہ زکریا گڑھی حبیب اللہ میں مولانا مفتی عبدالواحد قریشی، امیر عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت (صوبہ خیبر پختونخوا) تین روزہ تحقیق المسائل کورس کرانے کے لیے تشریف لائے۔ جہاں انہوں نے شرکاء کو امت اسلامیہ کے اس اتفاقی واجماعی عقیدہ پر تفصیلی گفتگو کی۔

20 جون: کو منکرین حیات (فرقہ مماتیت) کا 16 افراد پر مشتمل ایک وفد بڑا سی میں آیا۔ جن میں پروفیسر مولانا محمد طیب زعفرانی امیر اشاعت التوحید والسنہ ضلع مانسہرہ (دست راست مولانا محمد طیب طاہری) پروفیسر جاوید احمد امیر اشاعت التوحید تحصیل مانسہرہ، مولانا میاں محمد شفیق بالاکوٹی۔ قاری محمد رفیق خطیب جامع مسجد عثمانیہ سرفہرست تھے۔

دو گھنٹے کی اس مناظرانہ کارروائی میں مناظر اہل السنت والجماعت مولانا مفتی عبدالواحد قریشی نے اپنا عقیدہ لوگوں کے سامنے کھل کر بیان کیا۔ لیکن حسب سابق منکرین حیات نے نہ تو اپنا عقیدہ لکھ کر دیا اور نہ ہی اس کی وضاحت کی۔

ایک سازش کے تحت مماتیوں نے مقامی انتظامیہ (پولیس) کو بلوایا تاکہ کسی طرح یہ مناظرہ مکمل نہ ہو۔ پولیس آئی اور مماتی وفد کے ارکان پولیس کے ہمراہ وہاں

سے رفو چکر ہو گئے۔ اور پولیس کو یہ منت سماجت بھی کرتے رہے کہ اللہ کے لیے اس مناظرے کی ویڈیو کارروائی کو ڈیلیٹ کرادو۔

اس کے بعد اہل السنت والجماعت نے فتح مبین کے نام سے عظیم الشان کانفرنس کا اہتمام کیا۔ جس میں مقامی جید علماء کرام نے عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تفصیلی اور باحوالہ گفتگو کی۔ خطاب فرمانے والوں میں

- مولانا قاضی شادمان دامت برکاتہم
- مولانا قاضی شفیق الرحمان دامت برکاتہم
- مولانا شفقت الرحمان دامت برکاتہم
- شیخ الحدیث مولانا غلام مصطفیٰ دامت برکاتہم

مفتی محمد اشرف دامت برکاتہم اور دیگر مقررین نے عوام الناس کو اصل صورتحال سے آگاہ کیا۔

ایک دن بعد قاری محمد رفیق مماتی کو ان کی مسجد کی انتظامیہ نے فارغ کر دیا۔ اہل السنت والجماعت کے چہروں پر مسرت کے آثار نمایاں جبکہ منکرین حیات اپنے منہ لٹکائے ذلت ناک اور عبرت آمیز شکست سے دوچار ہو کر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ مناظرے کی ویڈیو ان شاء اللہ بہت جلد انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کر دی جائے گی۔

مزید رابطہ کے لیے:

03369953839

03219675313

03063163434

مولانا عبد الرحمٰن سندھی حفظہ اللہ

قسط نمبر 3:

مقتدی امام کے پیچھے قرات نہ کرے!

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں درج فرمایا ہے: نزولِ قرآن کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس اندیشے کہ کہیں قرآن بھول نہ جائیں جبریل امین کے ساتھ ساتھ اپنی زبان مبارک اور لبِ مبارک کو آہستہ آہستہ ہلاتے تھے تو اس وقت یہ حکم نازل ہوا۔ لا تحرك به لسانك اپنی زبان مبارک کو بالکل حرکت نہ دیں۔ قرآن کو نازل کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے اور آپ کو یاد کرانا بھی ہماری ہی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں فاتبع قرآنه کی تفسیر میں ہے فاستمع له وانصت۔ یعنی کان لگا کر سنو اور خاموش رہو۔ (صحیح بخاری ج1 ص3)

معلوم ہوا کہ زبان کو آہستہ حرکت دینا بھی استماع اور انصات [خوب توجہ سے سننے اور چپ رہنے] کے خلاف ہے اور آیت مذکورہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے شان نزول کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً وموقوفاً مروی ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔

(کتاب القراۃ للبیہقی رقم الحدیث:223)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی (المغنی ج2 ص117، مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ ج22 ص150)

ترک قرأت خلف الامام کی مرویات کو روایت کرنے والے صحابہ حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت انس بن مالک، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم بھی تو مدنی ہیں اور خود حضرت ابوہریرہ سے بھی ترک کی روایات

مروی ہے۔

مقتدی کو خاموش رہنے کا حکم:

جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ (صحیح مسلم ج1ص174)

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث کو ذکر کرنے کے بعد پھر اس کی متعدد سندیں ذکر کی ہیں پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے بارے میں ابو بکر نے پوچھا تو امام مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک وہ بھی "صحیح" ہے۔ تو اس پر انہوں نے پوچھا کہ پھر آپ نے اس کو اس کتاب میں کیوں ذکر نہیں کیا؟ تو امام مسلم نے ایک عجیب جملہ ارشاد فرمایا: "میرے نزدیک جتنی احادیث صحیح ہیں ان سب کو میں نے اس کتاب میں نہیں لیا ہے صرف ان روایات کو لیا ہے جن کی صحت پر محدثین حضرات کا اجماع ہے۔"

گویا امام مسلم رحمہ اللہ کے پیش نظر یہاں مقتدی کے خاموش رہنے والی دو روایتیں ہیں ایک حضرت ابو موسیٰ اشعری کی روایت جو بقول امام مسلم اس کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے اور دوسری روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جس کو صحیح قرار دیا ہے اسی طرح یہ روایت بھی امام مسلم کی خصوصی تصحیح کے ساتھ صحیح مسلم میں اشارۃ آگئی اور صحیح مسلم کے علاوہ یہ روایت دوسری کتابوں میں بھی حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت ابوہریرہ اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

ابو داود ج1ص140، ابن ماجہ ج1ص61، صحیح ابی عوانہ ج1ص360، مسند بزار ج8ص66، سنن الکبری بیہقی ج2ص155، معجم کبیر ج18ص72
جامع الاحادیث ج3ص322، مسند احمد ج14ص469، دار قطنی ج1،4ص217
طحاوی ج1ص217، مصنف ابن ابی شیبہ ج1ص414، سنن نسائی ج1ص146، وغیرہ

اور ناصر الدین البانی صاحب نے سنن نسائی میں مذکورہ جو دو روایتیں ہیں ان دونوں کو "حسن صحیح" کہا ہے ان دلائل کے مضبوط اور قوی صحت کے ہوتے ہوئے چاہیے تو یہ تھا کہ آدمی مان لے لیکن اللہ نے ان کے مقدر میں ماننا رکھا ہی نہیں اس لیے انہوں نے ان دلائل کو کمزور کرنے کے لیے ان دلائل کی مضبوط اور قوی صحت کے ہوتے ہوئے آخر اپنی عوام کو خوش کرنے کے لیے ایک جملہ نقل کر دیا کہ یہ روایتیں ضعیف ہیں۔وجہ یہ ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت میں واذا قرء فانصتوا کا اضافہ محفوظ نہیں کیونکہ یہ سلیمان تیمی کا تفرد ہے۔

اس طرح کا اعتراض ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پر کیا کہ اس میں ابو خالد الاحمر متفرد ہے۔اور بعض محدثین کے مطابق کوئی اہمیت نہیں۔

1: پہلی روایت میں سلیمان تیمی اور اسی طرح دوسری روایت میں ابو خالد الاحمر ضعیف رواۃ میں نہیں ہیں کہ تفرد کو مضر قرار دیا جائے بلکہ صحاح ستہ کے راوی ہیں اور نہایت ثقہ ہیں۔ سلیمان تیمی کو تہذیب ج3 ص14 اور ابو خالد احمر کے لیے تہذیب التہذیب ج3 ص19 پر محدثین نے ثقہ ثبت صدوق صاحب السنۃ کثیر الحدیث امین جیسے ثقات کے اونچے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اس لیے امام مسلم نے معترض کو اترید احفظ من سلیمان [صحیح مسلم ج1 ص174]

فرما کر خاموش کر دیا اور بتا دیا کہ یہ صحیح ترین روایت ہے جس پر محدثین کا اجماع ہے اگر بالفرض یہ حضرات متفرد بھی ہوں تب بھی ان روایات کو ناقابل قبول قرار دینا اصول حدیث و محدثین صحیح بخاری ج1 ص201، مستدرک علی الصحیحین ج1 ص307، سے انحراف ہے اور محدثین کے اصول کے مطابق ان روایات کو قبول کرنا ضروری ہے۔

2: راوی کا تفرد اس وقت مضر ہوتا ہے جب اس کی روایت دیگر ثقہ راویوں سے متعارض ہو اور ان سے ٹکراتی ہو حالانکہ کسی صحیح روایت میں اذا قرء فاقرءوا، نہیں ہے۔

بلکہ ان روایات میں اگر اذا قرء فانصتوا سے صرف نظر کر لیں تو بھی اذا قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا آمین، تو سب روایات میں ہے اس سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر مقتدی کو قرأت کی اجازت ہوتی تو الفاظ اذا قلتم غیر المغضوب الخ، کے ہوتے حتیٰ کہ مسلم ج1ص196 میں اذا قال القاری غیر المغضوب فرمایا گیا ہے۔ جس سے صاف مطلب ظاہر ہوتا ہے کہ قاری امام ہی ہے مقتدی نہیں اور شریعت نے مقتدی کو امام کے ساتھ قرأت میں شریک ہی نہیں کیا۔ شرکت ہوئی ہے تو صرف آمین میں ہوئی ہے۔

3: تفرد کا اعتراض کرنا ہی سرے سے غلط ہے کیونکہ

صحیح ابی عوانہ ج1ص360 میں ابوعبیدہ نے سلیمان تیمی کی متابعت کی ہے اور سنن دار قطنی ص217، سنن کبری بیہقی ج2ص155 میں عمر بن عامر اور سعید ابی عروبہ نے سلیمان تیمی کی متابعت کی ہے اسی طرح سنن نسائی ج1ص146 میں محمد بن سعد انصاری ابوخالد الاحمر کی متابعت کی ہے اب روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ اعتراض بے جا ہے۔ اس لیے محدثین کے نام لے کر دھوکہ دینا ٹھیک نہیں۔

باقی بعض محدثین کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ابن صلاح نے فرمایا ہے کہ شاید ان پر شرائط صحت کا انکشاف نہ ہوا ہو لیکن صورتحال کی تنقیح اور شرائط کے ظہور وانکشاف کے بعد تو حق وصداقت کو قبول کر لینا چاہیے۔ اب چند شبہات اور ان کے جوابات ذکر کیے جاتے ہیں۔

شبہ نمبر 1:

فاتحہ کی قرات نہیں، بلکہ قرات؛ فاتحہ کے بعد والی سورتوں کی ہوتی ہے۔ لہذا فاتحہ پڑھنے سے ان احادیث کی مخالفت لازم نہیں آتی جن میں قرات سے منع کیا گیا ہے۔

جواب:

فاتحہ قرات ہے، احادیث ملاحظہ ہوں:

1: عن أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْکُتُ بَیْنَ التَّکْبِیرِ وَبَیْنَ الْقِرَاءَةِ إِسْکَاتَةً ....فَقُلْتُ بِأَبِی وَأُمِّی یَا رَسُولَ اللَّهِ إِسْکَاتُكَ بَیْنَ التَّکْبِیرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَالَ أَقُولُ اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَیْنِی وَبَیْنَ خَطَایَایَ۔

(صحیح البخاری ج1 ص103 باب بَاب مَا یَقُولُ بَعْدَ التَّکْبِیرِ)

غیر مقلدین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ دعا تکبیر تحریمہ اور فاتحہ کے درمیان پڑھی جاتی ہے۔ لہذا یہاں فاتحہ ہی کو قراءت کہا گیا ہے۔ اگر غیر مقلد اس پر مصر ہوں کہ فاتحہ کے بعد والی سورت ہی قرات ہے تو انہیں چاہیے کہ فاتحہ ختم کر کے تکبیر کہیں، پھر اللھم باعد والی دعا پڑھیں۔

2: امام بخاری رحمہ اللہ نے بَاب وُجُوبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ قائم فرمایا ہے اور اس کے تحت لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ والی حدیث ذکر کی ہے۔ معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ہاں فاتحہ قرات ہے۔

3: عن أنس قال: کان النبی صلی اللہ علیہ و سلم وأبو بکر و عمر رضی اللہ عنہما یستفتحون القراءۃ بالحمد للہ رب العالمین۔

(سنن النسائی ج1 ص143 باب البداءۃ بفاتحۃ الکتاب قبل السورۃ)

4: عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يستفتح الصلاة بالتكبير والقراءة بالحمد لله رب العالمين۔

(صحیح مسلم ج1 ص194 باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر)

شبہ نمبر2:

فاتحہ قرآن نہیں ہے۔دلیل آیت: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ (الحجر:87)[ہم نے آپ کو سبع مثانی یعنی سورۃ فاتحہ اور قرآن عظیم عطاء کیا] غیر مقلدین کہتے ہیں کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے فاتحہ اور قرآن دونوں الگ الگ ہیں۔لہذا قرآن کی قرات کے وقت خاموش رہنے کا حکم ہے نہ کہ فاتحہ کی قرات کے وقت۔

جواب1:

اگر فاتحہ کو قرآن نہ مانا جائے تو قرآن کی سورتوں کی تعداد 114 نہیں رہتی بلکہ 113 ہو جائے گی۔

حالانکہ قرآن کی 114 سورتیں ہونے پر اجماع ہے۔

1: امام بدر الدین محمد بن عبد اللہ الزرکشی رحمہ اللہ م794ھ لکھتے ہیں:

واعلم أن عدد سور القرآن العظيم باتفاق أهل الحل والعقد مائة وأربع عشرة سورة كما هي في المصحف العثماني أولها الفاتحة وآخرها الناس۔

(البرهان في علوم القرآن ص251)

2: امام سیوطی رحمہ اللہ م 911ھ لکھتے ہیں: أما سوره فمائة وأربع عشرة سورة بإجماع من يعتد به. (الاتقان فی علوم القرآن ج1 ص64)

3: علامہ عبد الرحمن بن محمد بن قاسم حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: أَجمَعوا على أنَّ

الْقُرآنَ: مِئَةٌ وأربَعَ عَشَرَةَ سُورَةً۔ (مقدمۃ التفسیر ص2)

اگر فاتحہ کو قرآن کی سورۃ شمار نہ کیا جائے تو اجماع کی مخالفت لازم آئے گی۔

جواب2:

سبعاً من المثانی (سورہ فاتحہ) قرآن مجید میں داخل تھی لیکن اسے علیحدہ ذکر کرنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ اس کی عظمت وشان اجاگر ہو جائے یہی اسلوب قرآن کریم میں دیگر مقامات پر ہے مثلاً: قال تعالی: تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ۔ یہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام ملائکہ میں داخل تھے لیکن انہیں علیحدہ ذکر صرف مرتبہ ومقام بتانے کے لیے کیا۔

شبہ نمبر3:

اگر امام کا قرآن پڑھنا مقتدیوں کے لئے کافی ہے اور مقتدیوں کو قرات منع ہے، تو پھر تشہد میں "رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ" امام بھی پڑھتا ہے اور مقتدی بھی پڑھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بھی تو قرآن ہے؟

جواب:

تشہد میں "رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ" پڑھنے کی دو حیثیتیں ہیں:

(1) یہ قرآن ہے۔ (2) یہ دعا ہے۔

امام ومقتدی "رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ" دعا ہونے کی حیثیت سے پڑھتے ہیں، نہ کہ قرآن وقرات ہونے کی حیثیت سے۔

شبہ نمبر4:

امام کی قرات کے وقت اگر خاموش رہنا اور امام کی قرات کو غور سے سننا

ضروری ہے، تو آپ لوگ فجر کی جماعت کے وقت سنتیں کیوں پڑھتے ہیں؟ اس وقت بھی تو امام کی قرات ہو رہی ہوتی ہے اور آپ لوگ سن رہے ہوتے ہیں۔

جواب:

امام کی قرات کے وقت خاموش رہنا اور غور سے سننا ان نمازیوں کے لئے ضروری ہے جو اس امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہوں، ہر نمازی کے لئے ضروری نہیں۔ چنانچہ امام عبد اللہ بن احمد نسفی م 710ھ فرماتے ہیں: "وجمھور الصحابۃ علی انہ فی استماع المؤتم"۔ (مدارک التنزیل للنسفی ج1 ص458)

باقی رہا فجر کی سنتیں پڑھنے والا نمازی، تو وہ امام کی اقتداء نہیں کر رہا ہوتا۔

شبہ نمبر5:

فاتحہ دعا ہے۔ جب نمازی فاتحہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالی سے دعا کرتا ہے، لیکن آپ لوگوں کا امام تو فاتحہ پڑھتا ہے مقتدی نہیں پڑھتے۔ ان کی نماز اس دعا اور مناجات سے خالی ہوتی ہے؟

جواب:

قاعدہ ہے کہ انسان انفراداً انفراداً کسی کی خدمت میں حاضر ہوں تو اپنا مدعا انفراداً بیان کرتے ہیں اور جب وفد کی صورت میں کسی کی خدمت میں اپنا مدعا بیان کریں تو ایک کو اپنا نمائندہ بنا دیتے ہیں۔ وہی نمائندہ عرض کرتا ہے۔ بعینہ اسی طرح جب نمازی الگ الگ نماز پڑھتے ہیں تو ہر ایک فاتحہ پڑھتا ہے اور جب جماعت سے پڑھتے ہیں تو ایک کو نمائندہ (امام) بنا دیتے ہیں۔ اس کا عرض کرنا (فاتحہ پڑھنا) سب کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس لئے ہر ایک کو علیحدہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

تعارف رضاخانیت (بریلویت)

✍...... مولانا ابو ایوب قادری حفظہ اللہ

جب تک کسی کا صحیح تعارف نہ ہو اس وقت تک اس کے متعلق کچھ کہنا وقت کا ضیاع ہے اور کسی تبصرہ نگار کا تبصرہ بے سود ہے۔ ہاں! جب صحیح تعارف ہو جائے تو پھر اس پر تبصرہ کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے برصغیر میں انگریز کی سیاسی ضرورت کے پیش نظر ایک فتنہ پیدا کیا گیا جو بعد میں رفتہ رفتہ مذہبی شکل اختیار کرنے لگا۔ میری مراد اہل بدعت "رضاخانیت" ہے۔

جب تک ان کا صحیح تعارف نہ ہو اس وقت تک آپ ان کو پہچان نہیں سکیں گے۔ اس لیے راقم ان کے عقائد و نظریات اعمال و افکار سے ہٹ کر ایک نئے زاویے کی طرف آپ کو لے جانا چاہتا ہے۔

رحمت دو عالم، فخر کون و مکان، زبدہ زمین زماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔ بے حیا بندہ جو چاہے کرتا پھرے۔

جب آدمی سے شرم و حیا کا حصہ جس کو ایمان کا خصوصی شعبہ فرمایا گیا ہے رخصت ہو جائے تو پھر وہ خدا، رسول، صحابہ، اکابرِ امت الغرض کسی کو بھی معاف نہیں کرے گا۔ اس لیے اس عنوان پر چند معروضات پیش خدمت ہیں۔

1: علم و تفقہ کا معیار رضاخانی قوم میں کیا ہے ؟: بریلوی مسلک کی معتبر کتاب "المیزان احمد رضا نمبر" میں ہے: "مرد کی شرم گاہ کے اعضاء کو 9 ثابت کرنا، آپ کی فقہ دانی پر ایسی شہادت ہے جو آفتاب نیمروز سے بھی زیادہ درخشاں اور تابندہ ہے۔"

(امام احمد رضا نمبر ص212)

فاضل بریلوی کے علم و تفقہ پر جو سب سے بڑی وزنی اور اعلیٰ دلیل ملی، وہ یہی ہے کہ انہوں نے مرد کی شرم گاہ کے 9 حصے بتائے ہیں۔ جو کسی اور نے نہیں بتائے۔ اگر مجھے معاف رکھیں تو میں بات کر دوں کہ واقعی یہ فاضل بریلوی کا ہی حصہ ہے ان سے بڑا اس فن میں کوئی نہیں۔

مزید دنیائے رضاخانیت سے یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ اس فن میں فاضل بریلوی کا استاد کون ہے؟ فاضل بریلوی نے یہ تحقیق کس سے سیکھی ہے؟

2: دوسری چیز ہے عبادت۔ اس میں بھی رضاخانی سوچ کا معائنہ فرمائیں:

یہ جو میں آپ کو عرض کرنے لگا ہوں یہ رمضان المبارک کے آخری عشرے کا واقعہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک بار عصر کی نماز پڑھ کر آپ مکان تشریف لے گئے، کچھ دیر بعد لوگوں نے دیکھا کہ آپ مسجد میں آکر نماز پڑھ رہے ہیں۔ ایک صاحب جو خود حضرت کے پیچھے نماز پڑھ چکے تھے، بہت متحیر ہوئے کہ بعد عصر نوافل نہیں اور اگر کسی وجہ سے نماز نہیں ہوئی تھی تو حضرت کا حافظہ ایسا نہیں تھا کہ مجھے بھول جاتے اور مطلع نہ فرماتے۔ حضرت نے سلام پھیرا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہ نماز کیسی؟ فرمایا: قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد "نفس کی حرکت" سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا تھا۔

(انوار رضا ص257 ضیاء القرآن)

یہ بھی یاد رہے کہ بعد تشہد تو درود شریف ہی پڑھا جاتا ہے اس وقت فاضل بریلوی کی حالت معائنہ فرمائیں۔

3: ساری عبادات میں جس کا درجہ سر کا ہے اس کا حال تو آپ نے ملاحظہ کر لیا اب تقویٰ جو ان عبادات کا ماحصل اور ثمرہ اور نتیجہ ہے وہ بھی دیکھ لیں۔ فاضل

بریلوی کے تقویٰ کو ثابت کرنے کے لیے سب سے بڑی دلیل دیکھیے۔

مولوی عبد المبین نعمانی بریلوی لکھتے ہیں:

”آیئے چند واقعات و شہادات کی روشنی میں اس حیثیت کے بھی حضرت امام کی حیات طیبہ کا مطالعہ کریں تا کہ معلوم ہو جائے کہ مرد حق آگاہ، زہد و ورع، تقویٰ و طہارت اور حزم و احتیاط کے کس بلند مقام پر فائز ہے۔ سب سے پہلے عہدِ طفولیت کا ایک عبرت انگیز واقعہ ملاحظہ ہو۔ ابھی ساڑھے تین برس کی عمر ہے ایک نیچا کرتا پہنے باہر سے دولت خانہ کی طرف چلے جا رہے تھے کہ سامنے سے کچھ بازاری عورتوں (طوائفوں) کا گزر ہوا ان پر نظر پڑتے ہی ساڑھے تین برس کے امام نے اپنا لمبا کرتا اٹھایا اور دامن سے آنکھیں چھپالیں یہ غیورانہ انداز دیکھ کر ان عورتوں نے تضحیکانہ طور پر کہا: واہ میاں صاحبزادے نظر کو ڈھک لیا اور ستر کھول دیا۔“

(امام احمد رضا نمبر ص232)

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ بچپن کی عادت کم چھوٹتی ہے۔

(تلخیص فتاویٰ رضویہ ص432)

قارئین کرام! فاضل بریلوی کی یہ عادت کب تک رہی ہو گی؟ آپ کو بخوبی سمجھ آگئی ہو گی۔ یہ حال شرم و حیا کا تقوی اور عبادات میں ہے۔ جب عبادات اور تقوی کی یہ حالت ہے تو باقی احوال کو آپ اسی پر قیاس کر لیں۔ جب شرم و حیا کا یہ عالم ہے تو پھر باقی فاصنع ما شئت جو چاہیں یہ لوگ کریں۔ ان کو کیا رکاوٹ پیش آتی ہو گی۔۔ نہ اسلاف کا ادب نہ ہی اولیاء سے شرم اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کوئی شرم۔

القصہ! ہر طرح سے یہ لوگ عاری ہیں لہٰذا ان لوگوں اپنی مرضی سے عقائد

تراشے اور اپنی مرضی سے اعمال اختراع کیے جن کے قائلین و فاعلین کو سنی جبکہ ان کے مانعین اور تارکین کو وہابی کہنے لگے۔

یہ ایسے ہی ہے جیسے دجال کی جنت و دوزخ ہو گی جو در حقیقت بالعکس ہو گی یہاں بھی کچھ اسی طرح ہی ہے۔

اب آیئے چلیے آستانہ علم و ہنر دارالعلوم دیوبند کو وہاں کے علم و تفقہ کی گواہی تو خود مخالفین بھی دینے پر مجبور ہیں جیسا کہ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتے ہیں:

اہل سنت بہر قوالی و عرس
دیوبندی بہر تصنیفات و درس
خرچ سنی بر قبور و خانقاہ
خرچ نجدی بر علوم و درسگاہ

(دیوان سالک ص45)

مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور لکھتے ہیں:

مال سنی بہر قوالی و عرس
مال نجدی بہر تعلیم است و درس
مال سنی بر قبور و خانقاہ
دیوبندی بر علوم و درسگاہ

سنی کا مال قوالی اور عرس کے لیے جبکہ نجدی کا مال تعلیم و درس کے لیے ہے سنی کا مال قبروں اور خانقاہوں پر خرچ ہوتا ہے جبکہ دیوبندی کا مال علوم و درسگاہوں پر خرچ ہوتا ہے۔

(خدا کو یاد کر پیارے ص85)

تو یہ بات دو گواہوں سے پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ صحیح علم و درسگاہ جب اہل السنت والجماعت دیوبند کے پاس ہے تو علم کی شان یہ ہے کہ العلم نور یضع اللہ بہ فی قلب مومن کہ علم تو اللہ کی طرف سے ایک روشنی ہے جو مومن کے دل میں اللہ پیدا فرماتا ہے۔ تو جب یہ روشنی اہل السنت دیوبند کو ملی تو انہوں نے عقائد و نظریات اور اعمال صالحہ کو پہچان لیا کہ وہ حق و سچ ہے جو اکابر و اسلاف سے ہوتا ہوا ہم تک پہنچا ہے جب ہمارے مخالفین کے پاس صحیح علم و درسگاہ نہیں ہے تو پھر صحیح عقائد و نظریات نظر ہی کیسے آئیں گے۔

دوسری چیز نماز ہے، ہمارے اکابر کی نماز کا عالم یہ تھا کہ مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ حضرت قطب الارشاد رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ رات کا تھوڑا سا حصہ لیٹتے ہیں پھر اٹھ جاتے ہیں نماز پڑھنے کے لیے۔

(مسلک علماء دیوبند اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ص 33)

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ حضرت قطب الارشاد گنگوہی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں: حضرت مولانا قدس سرہ نے ایک آیت پر روتے روتے تمام رات گزار دی تھی اور وہ آیت یہ تھی یوم تبلی السرائر فمالہ من قوۃ ولا ناصر۔

(اکابر علماء دیوبند اتباع شریعت کی روشنی میں ص 45)

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے متعلق ہی یہ فرماتے ہیں کہ دیوبند کے جلسہ دستار بندی میں جب آپ تشریف لائے تو غالباً عصر کی نماز میں ایک دن ایسا اتفاق پیش آیا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب نماز پڑھانے کے لیے مصلے پر جا کھڑے ہوئے مخلوق کے اژدھام اور مصافحہ کثرت کے باعث باوجود عجلت کے جس وقت آپ جماعت میں شریک ہوئے ہیں تو قرآت شروع ہو گئی تھی۔ سلام

پھیرنے کے بعد دیکھا گیا تو آپ اداس اور چہرہ پر اضمحلال برس رہا تھا اور آپ رنج کے ساتھ یہ الفاظ فرما رہے تھے کہ افسوس 22 برس بعد آج تکبیر اولیٰ فوت ہوئی۔

(اکابر علماء دیوبند ص 47)

اب آپ تقویٰ کو بھی دیکھ لیجیے۔ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں:

”راقم الحروف کے جد امجد حضرت مولانا محمد یاسین صاحب قدس سرہ فرماتے تھے کہ ہم نے دارالعلوم کا وہ وقت بھی دیکھا ہے جس میں صدر مدرس سے لے کر ادنیٰ مدرس تک اور مہتمم سے لے کر دربان اور چپراسی تک سب کے سب صاحب نسبت بزرگ اور اولیاء اللہ تھے۔ دارالعلوم اس زمانہ میں دن کو دارالعلوم اور رات کو خانقاہ معلوم ہوتا تھا کہ اکثر حجروں سے آخر شب میں تلاوت اور ذکر کی آوازیں سنائی دیتی تھیں اور درحقیقت یہ اس دارالعلوم کا طغریٰ امتیاز تھا۔“

(ماہنامہ الرشید کا دارالعلوم دیوبند نمبر ص 373)

آگے لکھتے ہیں: ”شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ سارا دن تعلیم و تدریس کی محنت اٹھانے کے باوجود رات کو دو بجے بیدار ہو جاتے اور فجر تک نوافل و ذکر میں مشغول رہتے تھے اور رمضان المبارک میں تو تمام رات جاگنے کا معمول تھا حضرت کے یہاں تراویح سحری سے ذرا پہلے تک جاری رہتی تھی اور مختلف حفاظ کئی کئی پارے سناتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت کے پاؤں پر ورم آجاتا اور حتیٰ تورمت قدماہ کی سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوتی تھی۔

(ماہنامہ الرشید کا دارالعلوم دیوبند نمبر ص 374)

قارئین! آپ خود بتائیں کہ شرم و حیاء کن کو نصیب ہوا اور کن کو اس سب سے خالی ہونا اللہ تعالیٰ اس قوم کو شرم و حیاء کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

حکومت کا فیضی......غامدی

......مولانا محمد مبشر بدر حفظہ اللہ

فاضل دارالعلوم کراچی

کچھ عرصہ سے ایک مخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقے کی طرف سے اس مغربی فکر کو پروان چڑھانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ ”اسلام کے احکامات میں تبدیلی کرنی چاہیے، اسے جدید دور سے ہم آہنگ کیا جانا چاہیے۔“ جن میں سرِ فہرست اسلامی ریاست کا قیام، حدود و تعزیرات، تعددِ ازواج، طلاق، جہاد، اسلامی لباس و شباہت (داڑھی اور پردہ) اور بیسیوں اسلامی احکامات میں تبدیلی اور ترمیم کرنا ہے۔ اسی آڑ میں انہیں احکامات کو زیادہ نشانہ ملامت بنایا جارہا ہے اور ان کی تبدیلی پر سارا زور صرف کیا جارہا ہے۔ چونکہ علماء کرام اس مقصد میں کامیابی کے لیے سب سے بڑی رکاوٹ ہیں اس لیے وہ اکثر ان کے نشانہ پر رہتے ہیں۔ حالانکہ اسلام کے قطعی اور اتفاقی مسائل میں تبدیلی کی گنجائش بالکل نہیں جو ہر دور کے لیے یکساں حیثیت رکھتے ہیں، جب کہ نئے پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کی گنجائش ہے جن کو ماہر علماء اجتہاد کرکے حل کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو متجددین کہتے ہیں جو دین کی تشکیلِ نو اور تدوینِ نو کا ایجنڈا لے کر اٹھے ہیں۔ یہ درحقیقت مغربیت کے اس نظریئے سے متاثر ہیں کہ شریعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں کی گئی بلکہ یہ آقا علیہ السلام کے وضع کردہ قوانین ہیں، لہٰذا ان انسانی وضع کردہ قوانین میں تغیرِ زمانہ کی وجہ سے تبدیلی کرنی چاہیے۔ جس کے لیے سارا زور صرف کیا جارہا ہے۔

اہل کلیسا کی طرف سے مسلمانوں کی وحدت میں چھرا گھونپنے کے لیے

اسلامی صفوں سے کئی ایسے لوگ کھڑے کیے گئے ہیں جو اپنی چرب زبانی اور طلاقتِ لسانی سے یہ کام سرانجام دے رہے ہیں۔ جن میں سے ایک جاوید احمد غامدی ہے۔ جسے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے مقبول کیا جارہا ہے تاکہ وہ اسلامی متفقہ مسائل میں رخنہ اندازی کرکے انہیں مشکوک بنائے۔ اس طرح کفریہ طاقتوں کے لیے اسلامی سرحدات کی طرح اسلامی احکامات و نظریات پر شب خون مارنے کے لیے راستہ ہموار ہو جائے۔

ہمارے زمانے میں فتنۂ انکار حدیث کی آبیاری کرنے والوں میں ایک بڑا نام موصوف کا ہے جن کی تحقیقات کا میدان تحریفِ قرآن تک پھیلا ہوا ہے۔ اس شخصیت کی تلاش میں کچھ زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ کوئی بھی ٹی وی چینل کھول لیں اس پر دینی اقدار کے خلاف اپنی سوچ کو بطور حجت پیش کرتے ہوئے جو شخص دکھائی دے وہی حکومت کا فیضی یعنی (علامہ) جاوید غامدی ہے۔ جن کا سنت کی تعریف سے لے کر قرآن حکیم تک اُمت سے اختلاف ہے اور موصوف کا دعویٰ ہے کہ چودہ سو برس میں دین کو ان کے سوا کوئی سمجھ ہی نہیں سکا۔ جاوید احمد غامدی صاحب دورِ حاضر کے فتنوں میں ایک عظیم فتنہ ہیں۔ خصوصی طور پر ہمارا نوجوان، دنیاوی تعلیم یافتہ، اردو دان طبقہ کافی حد تک اس فتنہ کی لپیٹ میں آچکا ہے۔

فی زمانہ غامدی فکر ایک مکمل مذہب کی شکل اختیار کرچکی ہے۔ یہ دور حاضر کا ایک تجدد پسند گروہ (Miderbusts) ہے۔ جس نے مغرب سے مرعوب و متاثر ہو کر دین اسلام کا جدید ایڈیشن تیار کرنے کے لئے قرآن و حدیث کے الفاظ کے معانی اور دینی اصطلاحات کے مفاہیم بدلنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔

جو لوگ بے عملی کا شکار ہوتے ہیں وہ دین اور دینی احکام کا ذکر آنے پر کسی

آسانی کی تلاش میں رہتے ہیں اور کسی ایسی پناہ کی تلاش میں ہوتے ہیں جو اس احساس سے ان کی جان چھڑا دے۔۔ ایسے میں یہ نام نہاد سکالرز ان کے کام آتے ہیں اور

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

دین اور اہلِ دین سے دوری کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ نفس اور شیطان انسان پر حاوی ہو کر اسے خواہش پرست اور آزادی پسند بنا دیتے ہیں۔ ایسا انسان جس چیز کو اپنی غرض، خواہش اور مشن کے لئے سدِ راہ اور رکاوٹ خیال کرتا ہے، غلط تاویلات اور فاسد خیالات کے ذریعہ اس کا انکار کر دیتا ہے۔

جن لوگوں نے اپنے عزائم اور فاسد نظریات کی ترویج میں احادیث کو رکاوٹ گردانا، انہوں نے حجیت حدیث کا انکار کیا

قرآن پاک میں واضح ارشاد ہے کہ

وما اٰتکم الرسول فاخذوہ ومانھٰکم عنہ فانتھوا

(سورۃ الحشر آیت 59،ع7)

ترجمہ: رسول جو کچھ تمہیں دیں، اس کو لے لو، اور جس چیز سے روکیں اس سے باز رہو۔

غامدی صاحب نہ صرف منکرِ حدیث ہیں بلکہ اسلام کے متوازی ایک الگ مذہب کے علمبردار ہیں۔ یہ صاحب اپنی چرب زبانی کے ذریعے اس فتنے کو ہوا دے رہے ہیں۔ اُن کو الیکٹرانک میڈیا کی توجہ وسرپرستی حاصل ہے۔

غامدی صاحب کے منکرِ حدیث ہونے کے کئی وجوہات ہیں۔ وہ اپنے من گھڑت اُصولِ حدیث رکھتے ہیں۔ حدیث وسنت کی اصطلاحات کی معنوی تحریف کرتے ہیں اور ہزاروں اَحادیثِ صحیحہ کی حجیت کا انکار کرتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ موجودہ نسل

اور عوام کی ایک بڑی تعداد پہلے ہاتھ ہی یہ کہہ دیتی ہے کہ احادیث میں تو تضاد ہے۔یہی وہ پہلا خفیہ پینترا ہے جس کے ذریعے پھر بڑی چابک دستی کے ساتھ انکار حدیث کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔ اب ہم ذیل میں موصوف کے گمراہ کن اور امت مسلمہ سے الگ باطل نظریات آپ حضرات کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ آپ کو غامدی صاحب کی گمراہی کا اندازہ ہو۔

غامدی نظریات باطلہ وعقائد فاسدہ:

(1) قرآن کی صرف ایک ہی قرأت درست ہے، باقی سب قرأتیں عجم کا فتنہ ہیں (میزان ص 32,26,25، طبع دوم اپریل 2002)

(2) سنت قرآن سے مقدم ہے (میزان ص 52، طبع دوم اپریل 2002)

(3) حدیث سے کوئی اسلامی عقیدہ یا عمل ثابت نہیں ہوتا (میزان ص 64 طبع دوم)

(4) نبی ﷺ کی رحلت کے بعد کسی شخص کو کافر قرار نہیں دیا جاسکتا (ماہنامہ اشراق، دسمبر 2000، ص 55,54)

(5) مرتد کے لئے قتل کی سزا نہیں ہے (برہان، ص 40، طبع چہارم)

(6) شادی شدہ اور کنواری ماں زانی دونوں کے لئے ایک ہی سزا 100 کوڑے ہیں۔ (میزان ص 299، 300 طبع دوم)

(7) شراب نوشی پر کوئی شرعی سزا نہیں ہے (برہان ص 138، طبع چہارم)

(8) سور کی کھال اور چربی وغیرہ کی تجارت اور ان کا استعمال شریعت میں ممنوع نہیں ہے (ماہنامہ اشراق، اکتوبر 1998ء ص 79)

(9) عورت کے لئے دوپٹہ یا اوڑھنی پہننا شرعی حکم نہیں (ماہنامہ اشراق، مئی 2002 ص 47)

(10) کھانے کی صرف چار چیزیں ہی حرام ہیں، خون، مردار، سور کا گوشت، غیر اللہ، کے نام کا ذبیحہ (میزان ص 311 طبع دوم)

(11) حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں (میزان حصہ اول، 24,23,22 طبع 1985)

(12) جانداروں کی تصویریں بنانا بالکل جائز ہے۔(ادارہ الحورد کی کتاب "تصویر کا مسئلہ" ص30)

(13) موسیقی اور گانا بجانا بھی جائز ہے۔(ماہنامہ اشراق، مارچ2004ص19,8)

(14) عورت مردوں کی امامت کرا سکتی ہے۔ (ماہنامہ اشراق، مئی 2005، ص35تا 46)

(15) اسلام میں جہاد و قتال کا کوئی شرعی حکم نہیں(میزان، ص264، طبع دوم)

(16) کفار کے خلاف جہاد کرنے کا حکم اب باقی نہیں رہا اور مفتوح کافروں سے جزیہ لینا جائز نہیں ۔(میزان ص270)

یہ چند باطل نظریات ہیں جو آپ کے سامنے پیش کیے ہیں ان کے علاوہ ایک لمبی فہرست ہے جس میں موصوف نے پوری امت سے ہٹ کر ایک الگ راہ قائم کی ہوئی ہے۔

آخر میں ہم خداوند قدوس کی بارگاہ میں دعاگو ہیں کہ وہ ہمیں تادم مرگ ایمان کامل کے ساتھ رکھے، ہدایت کو ہمارا مقدر بنائے، سرکشوں، بدمذہبوں کی صحبتوں اور ان کے وار، مکروفریب سے ہمیشہ بچائے رکھے۔ اگر ہدایت ان کا مقدر ہے تو جلد انہیں ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرمادے ورنہ انہیں ان کے انجام بد تک پہنچائے۔ آمین۔

شکایت کیسے درج کرائی جائے!!

تمام خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کو اطلاع دی جاتی ہے کہ سہ ماہی ہر تین ماہ بعد 2 تاریخ تک آپ کی طرف روانہ کر دیا جاتا ہے۔ کبھی تاخیر ہو جائے یا بالکل ہی نہ مل پائے تو آپ ہمیں اپنی شکایت درج کرائیں ان شاء اللہ آپ کی شکایت کا ازالہ کیا جائے گا۔ (ادارہ)

طریقہ: نام۔۔۔رسید نمبر۔۔۔خریداری نمبر۔۔۔۔۔ایجنسی نمبر۔۔ایڈریس۔۔۔۔۔
تعداد رسالہ۔۔۔۔بابت ماہ۔۔۔۔کا رسالہ نہیں ملا۔

وضاحت:

[رسید نمبر] جب آپ نے رسالہ بک کرایا تھا اور رقم ادا کی تھی تو آپ کو دفتر کی جانب سے ایک رسید دی جاتی ہے۔ جس پر آپ کا نام اور علاقہ وغیرہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔

[خریداری نمبر] سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کو رسالہ بھیجتا جاتا ہے تو آپ کے نام اور ایڈریس کے ساتھ خریداری نمبر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

[ایجنسی نمبر] سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کو زیادہ تعداد میں رسالہ بھیجا جاتا ہے تو آپ کے نام اور ایڈریس کے ساتھ ایجنسی نمبر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مثلا: محمد نوید، رسید نمبر 345، خریداری 506، مکان نمبر 45، راجپوت اسٹریٹ، ڈاکخانہ لاڑکانہ، لاڑکانہ، عدد 1، اپریل 2014۔

خط لکھنے کے لیے: دفتر رسائل وجرائد مرکز اہل السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا

ای میل ایڈریس: mag@ahnafmedia.com

میسج کرنے کے لیے: 03326311808

رقم بھیجنے کا طریقہ کار!!

تمام خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کو ادارے کی جانب سے گزارش کی جاتی ہے کہ آپ کو ہر ماہ تسلسل کے ساتھ مطلوبہ رسائل بھیجے جارہے ہیں۔ آپ کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے ادارہ نے آپ کی طرف سے ادا شدہ رقم کو یقینی بنانے کے لیے ہدایات جاری کی ہیں۔ (ادارہ)

بذریعہ منی آرڈر:

دفتر رسائل و جرائد [قافلہ حق] مرکز اہل السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا۔

نوٹ: منی آرڈر سلپ پر اپنا نام مکمل پتہ اور فون نمبر لکھنے کے ساتھ ساتھ مطلوبہ رسالے کا نام ضرور لکھیں اور اگر نیا رسالہ جاری کرانا ہے تو ساتھ بریکٹ میں (جدید) لکھیں اور اگر سابقہ بل ادا کرنا ہے تو بریکٹ میں (تجدید) اور اپنا خریداری نمبر لکھیں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ:

میزان بینک سرگودھا بنام محمد الیاس 140103600000900

نوٹ: اپنا مکمل نام و پتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا S.M.S یا ای میل ✉ ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

ای میل ایڈریس:

mag@ahnafmedia.com

میسج کرنے کے لیے:

03326311808

[قافلہ حق کے مستقل ممبر بنئے دوستوں کے نام قافلہ حق سبسکرپشن کیجیے]

ممبرشپ کا طریقہ

نام:............................ولدیت:..

رابطہ نمبر:............................ای میل:...

بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر نمبر (لازمی):..

بینک کا نام:..........................رقم جمع کرانے کی تاریخ:..............................

مکمل ایڈریس : ....

مکان / فلیٹ / دکان / دفتر نمبر، ڈاکخانہ، تحصیل، ضلع اور صوبہ واضح لکھیں:

نوٹ: فارم کسی بھی سادہ کاغذ پر فِل اَپ کر کے سرکولیشن مینیجر ماہنامہ فقیہ کے نام درج ذیل پتے پر ارسال کریں۔ یا بینک ڈرافٹ نمبر اور مکمل پتہ فون پر لکھوا دیں۔

پتہ: دفتر رسائل وجرائد (سہ ماہی قافلہ حق) مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا

نوٹ: رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر درج بالا پتہ پر کریں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ: میزان بینک سرگودھا بنام محمد الیاس 140103600000900

نوٹ: اپنا مکمل نام وپتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا S.M.S یا ای میل ✉ ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

مضامین بھیجنے اور شکایات کے لیے: mag@ahnafmedia.com

فون ☎: 03326311808

سہ ماہی قافلہ حق ملنے کے پتے

ایجنسی ہولڈرز	علاقہ	فون نمبرز
دارالایمان	کراچی	03342028787
تحسین اللہ	پشاور	03339217613
قاضی نوید حنیف	آزاد کشمیر	03132317090
سلیم معاویہ	کبیر والا	03005664817
حبیب الرحمن نقشبندی	ننکانہ صاحب	03084552004
مولانا محمد عثمان	میانوالی	0333-6836228
مولانا عمر خطاب	اٹک	03077375075
رحمت اللہ	کوہاٹ	03449251287
مولانا خالد زبیر	لاہور	03153759031
مولانا خالد زبیر	چکوال	03335912502
ضیاء الرحمٰن	واں بھچراں	03363725900
مولانا محمد دلاور	اوکاڑہ	03136969193
مولانا عبد اللہ قمر	قصور	03008091899
مولانا عبد اللہ شہزاد	حافظ آباد	03212374824
مولانا امان اللہ حنفی	سرگودھا	03067800751
مولانا بشارت علی	فیصل آباد	03008664101

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808